لِيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى

النور

جماعتہائے احمدیہ امریکہ

اداریہ

حصول قرب الٰہی کا ایک بنیادی اور بڑا بھاری ذریعہ 'صلاۃ' ہے۔ قرب الٰہی کی یہ وہ راہ ہے جو آغاز سے تمام مذاہب میں قدر مشترک ہے مگر اس راہ کی عظمت اور اہمیت اور اس کی تمام تر باریکیوں کو نہایت تفصیل کے ساتھ سیدنا حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے روشن فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ "الصلوٰۃ معراج المؤمن" نماز مومن کا معراج ہے۔ یہ وہ زینہ ہے جس پر چڑھ کر مومن رفعتوں کو حاصل کر سکتا ہے اور اپنے اعلیٰ اور بزرگ و برتر خدا تک پہنچ سکتا ہے اور اس کے خاص مقربوں میں شامل ہو سکتا ہے۔ ان دنوں پھر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ جماعت کو اس امر کی یاددہانی کروا رہے ہیں اور نمازوں کی حفاظت کی تاکید فرما رہے ہیں کیونکہ اگر ہم نمازوں کی حفاظت پر کمربستہ ہونگے تو خدا ہماری حفاظت پر مستعد ہوگا۔

ہمیں امید ہے کہ احباب جماعت حضور ایدہ اللہ کے خطبات کو نہایت توجہ اور اہتمام کے ساتھ سن کر نمازوں کے قیام کی طرف غیر معمولی طور پر متوجہ ہونگے اور پھر اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے قرب کے نشانوں کو دیکھیں گے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا تھا کہ "اٹھو نمازیں پڑھیں اور قیامت کا نمونہ دیکھیں" اگر ہم نمازیں قائم کرنے والے ہو جائیں تو خدا احمدیت کے حق میں حیرت انگیز، قوی اور پر ہیبت و پر شوکت نشانات دکھائے گا۔ گویا ایک قیامت کا سماں ہوگا جس میں خدا اور اس کے مامور کے دشمن ذلیل اور شرمندہ ہونگے اور مومنین اس کی نصرت و تائید اور فضلوں پر شاداں اور مسرور ہونگے۔ پس آیئے خدا سے نمازوں کی توفیق طلب کریں اور عاجزانہ دعائیں کرتے ہوئے ایک دوسرے کو سہارا دیتے ہوئے قیام نماز کے جہاد میں مصروف ہو جائیں۔ "رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ و من ذریتی ربنا و تقبل دعاء"۔

THE AHMADIYYA GAZETTE is published by the **AHMADIYYA MOVEMENT IN ISLAM**, INC., at the local address 31 Sycamore St, P. O. Box 226, Chauncey, OH 45719. **PERIODICALS POSTAGE PAID AT CHAUNCEY, OHIO. 45719**. Postmaster: Send address changes to:

AHMADIYYA GAZETTE
P. O. BOX 226
CHAUNCCEY, OH 45719-0226

القرآن الحکیم

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِیْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ﴿۲۶۷﴾ اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ وَاللّٰهُ یَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۶۸﴾ یُّؤْتِی الْحِكْمَةَ مَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا كَثِیْرًا وَمَا یَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۶۹﴾

اے ایماندارو! جو کچھ تم نے کمایا ہے اس میں سے پاکیزہ چیزیں اور زمین میں سے جو ہم نے تمہارے لیے نکالا ہے (اللہ کی راہ میں حسب توفیق خرچ کرو اور ناکارہ چیز کو، اور جس میں سے تم خرچ (تو) کرتے ہو مگر تم خود سوائے اس کے کہ اس کے قبول کرنے میں چشم پوشی سے کام لو اسے ہرگز قبول نہیں کرتے (صدقہ کرنے کے لیے) بالارادہ نہ چنا کرو اور جان لو کہ اللہ (بالکل) بے نیاز (اور) بہت ہی حمد کا مستحق ہے۔

شیطان تمہیں محتاجی سے ڈراتا ہے اور تمہیں بے حیائی کی تلقین کرتا ہے اور اللہ اپنی طرف سے ایک بڑی بخشش اور بڑے فضل کا تم سے وعدہ کرتا ہے اور اللہ بہت وسعت دینے والا اور بہت جاننے والا ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے حکمت عطا کرتا ہے اور جسے حکمت عطا کی گئی ہو تو سمجھو کہ اسے (ایک) بہت ہی نفع رساں چیز مل گئی اور یاد رہے کہ عقلمندوں کے سوا نصیحت بھی کوئی حاصل نہیں کیا کرتا۔

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

انفاق فی سبیل اللہ جود و سخا صدقہ کی اہمیت

— عَنْ خُرَیْمِ بْنِ فَاتِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ اَنْفَقَ نَفَقَةً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كُتِبَ لَهٗ سَبْعُمِائَةِ ضِعْفٍ۔ (ترمذی باب فضل النفقة فی سبیل اللہ)

حضرت خریم بن فاتک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں کچھ خرچ کرتا ہے۔ اسے اس کے بدلہ میں سات سو گنا زیادہ ثواب ملتا ہے۔

— عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِیْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا اُجِرْتَ عَلَیْهَا حَتّٰی مَا تَجْعَلُ فِیْ فَمِ امْرَاَتِكَ۔

(بخاری کتاب الایمان باب انما الاعمال بالنیة)

حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی رضا کی خاطر جو کچھ تم خرچ کرو گے اس کا اجر تمہیں ملے گا۔ یہاں تک کہ اگر اس نیت سے اپنی بیوی کے منہ میں بھی ایک لقمہ ڈالو گے تو اسکا بھی اجر ملے گا۔

ـــ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلسَّخِيُّ قَرِيْبٌ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى قَرِيْبٌ مِنَ النَّاسِ قَرِيْبٌ مِنَ الْجَنَّةِ بَعِيْدٌ مِنَ النَّارِ وَالْبَخِيْلُ بَعِيْدٌ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى بَعِيْدٌ مِنَ النَّاسِ بَعِيْدٌ مِنَ الْجَنَّةِ قَرِيْبٌ مِنَ النَّارِ وَالْجَاهِلُ السَّخِيُّ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مِنَ الْعَابِدِ الْبَخِيْلِ۔

(تشیریہ - الجود والسخاء ص۱۳۲)

حضرت عائشہ رضؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سخی اللہ کے قریب ہوتا ہے لوگوں سے قریب ہوتا ہے اور جنّت کے قریب ہوتا ہے اور دوزخ سے دُور ہوتا ہے۔ اس کے برعکس بخیل اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا ہے، لوگوں سے دُور ہوتا ہے، جنّت سے دُور ہوتا ہے لیکن دوزخ کے قریب ہوتا ہے۔ ان پڑھ سخی بخیل عابد سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے۔

۴۳ ـــ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ)

حضرت عدی بن حاتم رضؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ دے کر آگ سے بچو خواہ آدھی کھجور خرچ کرنے کی ہی استطاعت ہو

لِيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى

النور

جماعتہائے احمدیہ امریکہ

نومبر ۱۹۹۷ء — نبوت ۱۳۷۶ ہش

فہرست مضامین

نگران صاحبزادہ مرزا مظفر احمد امیر جماعت امریکہ

مدیر سید شمشاد احمد ناصر

حضرت اقدسؑ کی دوسری تقریر

۲۸ دسمبر ۱۸۹۷ء بعد نماز ظہر:-

ایک کشف

اس وقت میری غرض بیان کرنے سے یہ ہے کہ چونکہ انسانی زندگی کا کچھ بھی اعتبار نہیں۔ اس لئے جس قدر احباب اس وقت میرے پاس جمع ہیں۔ میں خیال کرتا ہوں۔ شاید آئندہ سال جمع نہ ہو سکیں۔ اور انہیں دنوں میں مَیں نے ایک کشف میں دیکھا ہے۔ کہ اگلے سال بعض احباب دُنیا میں نہ ہوں گے۔ گو میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ اس کشف کے مصداق کون کون احباب ہوں گے۔

ہر ایک شخص سفرِ آخرت کی تیاری رکھے

اور میں جانتا ہوں کہ یہ اس لئے ہے۔ تا ہر ایک شخص بجائے خود سفرِ آخرت کی تیاری رکھے۔ جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے مجھے کسی کا نام نہیں بتلایا گیا۔ لیکن میں یہ اللہ تعالیٰ کے اعلام سے خوب جانتا ہوں کہ قضاءُ قدر کا ایک وقت ہے۔ اور ضرور ایک وقت اس فانی دُنیا کو چھوڑنا ہے۔ اس لئے یہ کہنا نہایت ضروری ہے۔ کہ ہر شخص اور ہر دوست جو اس وقت موجود ہے۔ وُہ میری باتوں کو قِصّہ گو کی داستان کی طرح نہ سمجھے۔ بلکہ یہ ایک واعظ مِن جانبِ اللہ اور مامُور من اللہ ہے۔ جو نہایت خیر خواہی اور سچّی بھلائی اور پُوری دِلسوزی سے باتیں کرتا ہے۔

ہستی باریتعالےٰ

پس میں اپنے دوستوں کو اطلاع دیتا ہوں کہ خوب یاد رکھو اور دل سے سُنو اور دل میں جگہ دو۔ کہ اللہ تعالیٰ جیسا کہ اُس نے اپنی کتاب قرآن کریم میں اپنے وجُود اور توحید کو پُر زور اور آسان دلائل سے ثابت کیا ہے۔ ایک برتر ہستی اور نُور

ہے۔ وہ لوگ جو اس زبردست ہستی کی قدرتوں اور عجائبات کو دیکھتے ہوئے بھی اس کے وجود میں شکوک ظاہر کرتے اور شبہ کرتے ہیں۔ سچ جانو۔ بڑے ہی بدقسمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی زبردست ہستی اور مقتدر وجود کے اثبات کے متعلق ہی فرمایا ہے۔ اَفِی اللّٰہِ شَکٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔[1] کیا اللہ کے وجود میں بھی شک ہو سکتا ہے۔ جو زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے؟ دیکھو یہ تو بڑی سیدھی اور صاف بات ہے کہ ایک مصنوع کو دیکھ کر صانع کو ماننا پڑتا ہے۔ ایک عمدہ جوتے یا صندوق کو دیکھ کر اس کے بنانے والے کی ضرورت کا معًا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ پھر تعجب پر تعجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی میں کیونکر انکار کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ ایسے صانع کے وجود کا کیونکر انکار ہو سکتا ہے۔ جس کے ہزارہا عجائبات سے زمین و آسمان پُر ہیں۔ ....

سب سے زیادہ خطرناک وسوسہ آخرت کے متعلق ہے

شیطان کے وساوس بہت ہیں اور سب سے زیادہ خطرناک وسوسہ اور شبہ جو انسانی دل میں پیدا ہو کر اُسے خَسِرَ الدُّنیا والآخرۃ کر دیتا ہے۔ آخرت کے متعلق ہے۔ کیونکہ تمام نیکیوں اور راستبازیوں کا بڑا بھاری ذریعہ منجملہ دیگر اسباب اور وسائل کے آخرت پر ایمان بھی ہے۔ اور جب انسان آخرت اور اس کی باتوں کو قصہ اور داستان سمجھے تو سمجھ لو کہ وُہ رد ہو گیا۔ اور دونوں جہانوں سے گیا گزرا ہوا۔

ایمان بالآخرۃ کا فائدہ

اس لئے کہ آخرت کا ڈر بھی تو انسان کو خائف اور ترساں بنا کر معرفت کے سچے چشمہ کی طرف کشاں کشاں لے آتا ہے اور سچی معرفت بغیر حقیقی خشیت اور خداترسی کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ پس یاد رکھو کہ آخرت کے متعلق وساوس کا پیدا ہونا ایمان کو خطرہ میں ڈال دیتا ہے اور خاتمہ بالخیر میں فتور پڑ جاتا ہے۔ جس قدر ابرار۔ اخیار اور راستباز انسان دُنیا میں ہو گزرے ہیں۔ جو رات کو اُٹھ کر قیام اور سجدہ میں ہی صبح

[1] ابراھیم: ۱۱

کر دیتے تھے۔ کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ وہ جسمانی قوتیں بہت رکھتے تھے۔ اور بڑے بڑے قوی ہیکل جوان اور تنومند پہلوان تھے؟ نہیں۔ یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ جسمانی قوت اور توانائی سے وہ کام ہرگز نہیں ہو سکتے۔ جو رُوحانی قوت اور طاقت کر سکتی ہے۔ بہت سے انسان آپ نے دیکھے ہوں گے۔ جو تین یا چار بار دن میں کھاتے ہیں۔ اور خوب لذیذ اور مقوّی اغذیہ پُلاؤ وغیرہ کھاتے ہیں۔ مگر اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ صبح تک خراٹے مارتے رہتے ہیں اور نیند اُن پر غالب رہتی ہے۔ یہانتک کہ نیند اور سستی سے بالکل مغلوب ہو جاتے ہیں۔ کہ اُن کو عشاء کی نماز بھی دوبھر اور مشکل عظیم معلوم دیتی ہے۔ چہ جائیکہ وہ تہجد گزار ہوں ✦

صحابہؓ کے طریق زندگی کا نقشہ قرآن کریم میں

دیکھو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کیا تنعّم پسند اور خورد و نوش کے دلدادہ تھے۔ جو کفار پر غالب تھے؟ نہیں یہ بات تو نہیں۔ پہلی کتابوں میں بھی اُن کی نسبت آیا ہے کہ وہ قائم اللیل اور صائم الدہر ہوں گے اُن کی راتیں ذکر اور فکر میں گزرتی تھیں۔ اور اُن کی زندگی کیسے بسر ہوتی تھی؟ قرآن کریم کی ذیل کی آیۂ شریفہ اُن کے طریق زندگی کا پُورا نقشہ کھینچکر دکھاتی ہے۔ وَمِنْ رِّبَاطِ الْخَیْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ[۱]۔ اور یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا[۲] الآیۃ۔ اور سرحد پر اپنے گھوڑے باندھے رکھو کہ خدا کے دشمن اور تمہارے دشمن اس تمہاری تیاری اور استعداد سے ڈرتے رہیں۔ اَے مومنو! صبر اور مصابرت اور مرابطت کرو ✦ . . . .

اعمال کی ضرورت

پس سمجھ لو اور خوب سمجھ لو کہ نِرا علم و فن اور خشک تعلیم بھی کچھ کام نہیں دے سکتی۔ جبتک کہ عمل اور مجاہدہ اور ریاضت نہ ہو۔ دیکھو۔ سرکار بھی فوجوں کو اِسی خیال

سے بیکار نہیں رہنے دیتی۔ عین امن و آرام کے دنوں میں بھی مصنوعی جنگ برپا کر کے فوجوں کو بیکار نہیں بیٹھنے دیتی اور معمولی طور پر چاند ماری اور پریڈ وغیرہ تو ہر روز ہوتی ہی رہتی ہے ✦

جیسا ابھی میں نے بیان کیا کہ مَیدان کارِزار میں کامیاب ہونے کے لئے جہاں ایک طرف طریق استعمال اسلحہ وغیرہ کی تعلیم اور واقفیت کی ضرورت ہے وہاں دوسری طرف ورزش اور محل استعمال کی بھی بڑی بھاری ضرورت ہے۔ اور نیز حرب و ضرب تعلیمیافتہ گھوڑے چاہئیں یعنی ایسے گھوڑے جو توپوں اور بندوقوں کی آواز سے نہ ڈریں اور گرد و غبار سے پراگندہ ہو کر پیچھے نہ ہٹیں۔ بلکہ آگے ہی بڑھیں۔ اِسی طرح نفوسِ انسانی کامل ورزش اور پُوری ریاضت اور حقیقی تعلیم کے بغیر اعداء اللہ کے مقابل میدانِ کارزار میں کامیاب نہیں ہو سکتے ✦ ....

اِس وقت قلم کی ضرُورت ہے

اِس وقت جو ضرورت ہے۔ وُہ یقیناً سمجھ لو۔ سَیف کی نہیں بلکہ قلم کی ہے۔ ہمارے مخالفین نے اسلام پر جو شبہات وارد کئے ہیں۔ اور مختلف سائنسوں اور مکائد کی رُو سے اللہ تعالیٰ کے سچے مذہب پر حملہ کرنا چاہا ہے۔ اس نے مجھے متوجہ کیا ہے کہ میں قلمی اسلحہ پہن کر اس سائنس اور علمی ترقی کے میدانِ کارزار میں اُتروں اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا کرشمہ بھی دکھلاؤں۔ میں کب اِس مَیدان کے قابل ہو سکتا تھا۔ یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس کی بے حد عنایت ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ میرے جیسے عاجز انسان کے ہاتھ سے اُس کے دین کی عزت ظاہر ہو۔ میں نے ایک وقت اُن اعتراضات اور حملات کو شمار کیا تھا۔ جو اسلام پر ہمارے مخالفین نے کئے ہیں۔ تو اُن کی تعداد میرے خیال اور اندازہ میں تین ہزار ہوئی تھی۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اب تو تعداد اَور بھی بڑھ گئی ہوگی۔ کوئی یہ نہ سمجھ لے۔ کہ اِسلام کی بِنا ایسی کمزور باتوں پر ہے کہ اس پر تین ہزار

اعتراض وارد ہو سکتا ہے۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہے۔ یہ اعتراضات تو کوتاہ اندیشوں اور
نادانوں کی نظر میں اعتراض ہیں۔ مگر مَیں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ میں نے جہاں اِن اعتراضات
کو شمار کیا۔ وہاں یہ بھی غور کیا ہے۔ کہ اِن اعتراضات کی تہ میں دَر اصل بہت ہی
نادر صداقتیں موجود ہیں۔ جو عدم بصیرت کی وجہ سے معترضین کو دکھائی نہیں دیں۔ اور
درحقیقت یہ خدا تعالٰی کی حکمت ہے۔ کہ جہاں نابینا معترض آ کر اٹکا ہے۔ وہیں
حقائق و معارف کا مخفی خزانہ رکھا ہے۔

خُدا نے مجھے مبعُوث فرمایا ہے کہ مَیں قرآن مجید کے خزائن مدفُونہ کو دُنیا پر ظاہر کرُوں

اور خدا تعالےٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے کہ میں ان خزائن مدفونہ کو دُنیا پر ظاہر کروں۔
اور ناپاک اعتراضات کا کیچڑ جو اُن درخشاں جواہرات پر تھوپا گیا ہے۔ اس سے اُنکو پاک
صاف کروں۔ خدا تعالٰی کی غیرت اس وقت بڑی جوش میں ہے۔ کہ قرآن شریف
کی عزّت کو ہر ایک خبیث دشمن کے داغ اعتراض سے منزّہ و مقدس کرے ۔

الغرض ایسی صورت میں کہ مخالفین قلم سے ہم پر وار کرنا چاہتے ہیں اور کرتے ہیں۔
کس قدر بیوقوفی ہوگی۔ کہ ہم اُن سے لٹھم لٹھا ہونے کو تیار ہو جائیں۔ میں تمہیں کھول
کر بتلاتا ہوں۔ کہ ایسی صورت میں اگر کوئی اسلام کا نام لے کر جنگ وجدال کا طریق جواب
میں اختیار کرے۔ تو وہ اسلام کا بدنام کرنے والا ہوگا۔ اور اسلام کا کبھی ایسا منشاء نہ
تھا۔ کہ بے مطلب اور بلاضرورت تلوار اُٹھائی جائے۔ اب لڑائیوں کی اغراض جیسا کہ
میں نے کہا ہے۔ فن کی شکل میں آ کر دینی نہیں رہیں۔ بلکہ دنیوی اغراض اُن کا موضوع
ہو گیا ہے۔ پس کس قدر ظلم ہوگا کہ اعتراض کرنے والوں کو جواب دینے کی بجائے تلوار
دکھائی جائے۔ اب زمانہ کے ساتھ حرب کا پہلو بدل گیا ہے۔ اس لئے ضرورت ہے

کہ سب سے پہلے اپنے دل اور دماغ سے کام لیں اور نفوس کا تزکیہ کریں۔ راستبازی اور تقویٰ سے خدا تعالےٰ سے امداد اور فتح چاہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا ایک اٹل قانون اور مستحکم اصول ہے۔ اور اگر مسلمان صرف قیل وقال اور باتوں سے مقابلہ میں کامیابی اور فتح پانا چاہیں۔ تو یہ ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ لاف وگزاف اور لفظوں کو نہیں چاہتا وہ تو حقیقی تقویٰ کو چاہتا اور سچی طہارت کو پسند فرماتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ [۱]

عقل سے بھی کام لینا چاہیئے

ہم کو عقل سے بھی کام لینا چاہیئے۔ کیونکہ انسان عقل کی وجہ سے مکلّف ہے۔ کوئی آدمی بھی خلاف عقل باتوں کے ماننے پر مجبور نہیں ہو سکتا۔ قویٰ کی برداشت اور حوصلہ سے بڑھ کر کسی قسم کی شرعی تکلیف نہیں اُٹھوائی گئی۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا۔[۲] اس آیت سے صاف طور پر پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے احکام ایسے نہیں جن کی بجاآوری کوئی کر ہی نہ سکے اور نہ شرائع واحکام خدا تعالےٰ نے دُنیا میں اس لئے نازل کئے کہ اپنی بڑی فصاحت وبلاغت اور ایجادی قانونی طاقت اور چیستان طرازی کا فخر انسان پر ظاہر کرے۔ اور یوں پہلے ہی سے اپنی جگہ ٹھان رکھا تھا۔ کہ کہاں یہ بیہودہ ضعیف انسان! اور کہاں کا ان حکموں پر عمل درآمد؟ خدا تعالیٰ اس سے برتر و پاک ہے۔ کہ ایسا لغو فعل کرے۔ ہاں عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ دُنیا میں کوئی آدمی شریعت کی تابعداری اور خدا کے حکموں کی بجاآوری کر ہی نہیں سکتا۔ نادان اتنا نہیں جانتے۔ کہ پھر خدا کو شریعت کے بھیجنے کی کیا ضرورت پڑی تھی۔ اُن کے خیال اور اعتقاد میں گویا اللہ تعالےٰ نے (نعوذ باللہ) پہلے نبیوں پر شریعت نازل کر کے ایک عبث اور بیہودہ کام کیا۔ اصل میں خدا کی ذات پاک پر اس قسم کی عیب تراشی کی ضرورت عیسائیوں کو اُسی کفارہ کے مسئلہ کی گھڑت کے لئے پیش آئی مجھے حیرت اور تعجب ہوتا ہے۔ کہ ان لوگوں نے اپنے ایک اختراعی مسئلہ کی بنیاد قائم کرنے کے لئے اس بات کی بھی پروا

[۱] النحل: ۱۲۹ [۲] البقرۃ: ۲۸۷

نہیں کی۔ کہ خدا کی ذات پر کس قسم کا گندہ حرف آتا ہے۔ ....

اِسلام کا خُدا

جان لیں کہ اسلام کا خدا ایسا گورکھ دھندا نہیں کہ اُسے عقل پر پتھر مار کر بہ جبر منوایا جائے۔ اور صحیفۂ فطرت میں کوئی بھی ثبوت اس کے لئے نہ ہو۔ بلکہ فطرت کے وسیع اوراق میں اُس کے اس قدر نشانات ہیں۔ جو صاف بتلاتے ہیں کہ وُہ ہے۔ ایک ایک چیز اس کائنات میں اُس نشان اور تختہ کی طرح ہے جو ہر سڑک اور گلی کے سر پر اس سڑک یا محلہ یا شہر کا نام معلوم کرنے کے لئے لگایا جاتا ہے۔ خدا کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔ اور اس موجُودہ ہستی کا پتہ ہی نہیں۔ بلکہ مطمئن کر دینے والا ثبوت دیتی ہے۔ زمین و آسمان کی شہادتیں کسی مصنوعی اور بناوٹی خدا کی ہستی کا ثبوت نہیں دیتیں۔ بلکہ اس خدائے احد الصمد لم یلد و لم یولد کی ہستی کو دکھاتی ہیں جو زندہ اور قائم خدا ہے۔ اور جسے اسلام پیش کرتا ہے۔ چنانچہ پادری فنڈر جس نے پہلے پہل ہندوستان میں آکر مذہبی مناظروں میں قدم رکھا اور اسلام پر نکتہ چینیاں کیں۔ اپنی کتاب میزان الحق میں خود ہی سوال کے طور پر لکھتا ہے کہ اگر کوئی ایسا جزیرہ ہو۔ جہاں تثلیث کی تعلیم نہ دی گئی ہو۔ تو کیا وہاں کے رہنے والوں پر آخرت میں مواُخذہ تثلیث کے عقیدہ کی بنا پر ہوگا؟ پھر خود ہی جواب دیتا ہے کہ اُن سے توحید کا مواُخذہ ہوگا۔ اس سے سمجھ لو کہ اگر توحید کا نقش ہر ایک شئے میں نہ پایا جاتا اور تثلیث ایک بناوٹی اور مصنوعی تصویر نہ ہوتی۔ تو عقیدہ توحید کی بنا پر مواُخذہ کیوں ہوتا؟

توحید کا نقش قُدرت کی ہر چیز میں رکھا ہوا ہے

بات اصل میں یہ ہے کہ انسان کی فطرت ہی میں اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى[1] نقش کیا گیا ہے۔ اور تثلیث سے کوئی مناسبت جبلت انسانی اور تمام اشیائے عالم کو نہیں۔ ایک قطرہ پانی کا دیکھو۔ تو وہ گول نظر آتا ہے۔ مثلّث کی شکل میں نظر نہیں آتا۔

[1] الاعراف: ۱۷۳

اس سے بھی صاف طور پر یہی پایا جاتا ہے کہ توحید کا نقش قدرت کی ہر ایک چیز میں رکھا ہوا ہے۔ خوب غور سے دیکھو کہ پانی کا قطرہ گول ہوتا ہے اور کُروی شکل میں توحید ہی ہوتی ہے۔ اس لئے کہ وہ جہت کو نہیں چاہتی۔ اور مثلّث شکل جہت کو چاہتی ہے۔ چنانچہ آگ کو دیکھو۔ شکل بھی مخروطی ہے۔ اور وہ بھی کُرویت اپنے اندر رکھتی ہے۔ اس سے بھی توحید کا نُور چمکتا ہے۔ زمین کو لو۔ اور انگریزوں ہی سے پُوچھو کہ اس کی شکل کیسی ہے؟ کہیں گے گول۔ الغرض طبعی تحقیقاتیں جہاں تک ہوتی چلی جائیں گی وہاں توحید ہی توحید نکلتی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اس آیت اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الآیہ میں بتلاتا ہے کہ جس خُدا کو قرآن مجید پیش کرتا ہے۔ اُس کے لئے زمین و آسمان دلائل سے بھرے پڑے ہیں۔

مجھے ایک حکیم کا مقولہ بہت ہی پسند آتا ہے۔ کہ اگر کُل کتابیں دریا بُرد کر دیجاویں تو پھر بھی اسلام کا خدا باقی رَہ جائے گا۔ اس لئے کہ وہ مثلّث اور کہانی نہیں۔ اصل میں پُختہ بات وہی ہے۔ جس کی صداقت کسی خاص چیز پر منحصر نہ ہو۔ کہ اگر وُہ نہ ہو تو اس کا پتہ ہی ندارد۔ قصّہ کہانی کا نقش نہ دل پر ہوتا ہے۔ نہ صحیفۂ فطرت میں۔ جب تک کسی پنڈت، پاندھے یا پادری نے یاد رکھا۔ ان کا کوئی وجود مسلّم رہا۔ زاں بعد حرفِ غلط کی طرح مِٹ گیا۔ ....

ضرورتِ الہام

ہر ایک آدمی چونکہ عقل سے مدارجِ یقین پر نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے الہام کی ضرورت پڑتی ہے۔ جو تاریکی میں عقل کے لئے ایک روشن چراغ ہو کر مدد دیتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے فلاسفر بھی محض عقل پر بھروسہ کر کے حقیقی خدا کو نہ پا سکے۔ چنانچہ افلاطون جیسا فلاسفر بھی مرتے وقت کہنے لگا۔ کہ میں ڈرتا ہوں۔ ایک بُت پر میرے لئے ایک مُرغا ذبح کرو۔ اس سے بڑھ کر اور کیا بات ہو گی۔ افلاطون کی فلاسفی، اس کی دانائی اور

دانشمندی اُس کو وُہ سچی سکینت اور اطمینان نہیں دے سکے جو مومنوں کو حاصل ہے۔ یہ خوب یاد رکھو۔ کہ الہام کی ضرورت قلبی اطمینان اور دلی استقامت کے لئے اشد ضروری ہے۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ سب سے پہلے عقل سے کام لو۔ اور یہ یاد رکھو کہ جو عقل سے کام لیگا۔ اسلام کا خدا اُسے ضرور ہی نظر آجائیگا۔ کیونکہ درختوں کے پتے پتے پر اور آسمان کے اجرام پر اس کا نام بڑے جلی حرفوں میں لکھا ہوا ہے۔ لیکن بالکل عقل ہی کے تابع نہ بن جاؤ۔ تاکہ الہامِ الٰہی کی وقعت کو نہ کھو بیٹھو۔ جس کے بغیر نہ حقیقی تسلّی اور نہ اخلاقِ فاضلہ نصیب ہو سکتے ہیں۔ برہمو لوگ بھی شانتی اور سچا نُورِ نجات کا حاصل نہیں کر سکتے۔ اِس لئے کہ وُہ الہام کی ضرورت کے قائل نہیں۔ ایسے لوگ جو عقل کے بندے ہو کر الہام کو فضول قرار دیتے ہیں۔ مَیں بالکل ٹھیک کہتا ہوں کہ عقل سے بھی کام نہیں لیتے۔ قرآن کریم میں اُن لوگوں کو جو عقل سے کام لیتے ہیں اُولُوالْاَلْبَاب فرمایا ہے۔ پھر اس کے آگے فرمایا ہے۔ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِہِمْ[1] الآیہ (س ۴) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دوسرا پہلو بیان کیا ہے۔ کہ اولوالالباب اور عقلِ سلیم بھی وہی رکھتے ہیں جو اللہ جلشانہٗ کا ذکر اُٹھتے بیٹھتے کرتے ہیں۔ یہ گمان نہ کرنا چاہیئے۔ کہ عقل و دانش ایسی چیزیں ہیں جو یونہی حاصل ہو سکتی ہیں۔ نہیں۔

سچی فراست اور سچی دانش اللہ تعالےٰ کی طرف رجُوع کئے بغیر حاصل ہی نہیں ہو سکتی

بلکہ سچی فراست اور سچی دانش اللہ تعالےٰ کی طرف رجُوع کئے بغیر حاصل ہی نہیں ہو سکتی۔ اسی واسطے تو کہا گیا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ نُورِ الٰہی سے دیکھتا ہے۔ صحیح فراست اور حقیقی دانش جیسا میں نے ابھی کہا۔ کبھی نصیب نہیں ہو سکتی۔ جبتک تقویٰ میسّر نہ ہو۔

اگر تم کامیاب ہونا چاہتے ہو۔ تو عقل سے کام لو۔ فکر کرو۔ سوچو۔ تدبّر اور فکر کے لئے قرآن کریم میں بار بار تاکیدیں موجود ہیں۔ کتاب مکنون اور قرآن کریم میں فکر کرو۔ اور پارسا طبع ہو جاؤ۔ جب تمہارے دل پاک ہو جائیں گے اور ادھر عقلِ سلیم سے کام لوگے

[1] آلِ عمران: ۱۹۲

اور تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ پھر ان دونوں کے جوڑ سے وہ حالت پیدا ہو جائے گی کہ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًاۚ سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ[1] (آل عمران) تمہارے دل سے نکلے گا۔ اُس وقت سمجھ میں آجائے گا کہ یہ مخلوق عبث نہیں۔ بلکہ صانع حقیقی کی حقانیت اور اثبات پر دلالت کرتی ہے۔ تاکہ طرح طرح کے علوم و فنون جو دین کو مدد دیتے ہیں۔ ظاہر ہوں ؂

خُدا نے مُسلمانوں کو عقل کیساتھ الہام کی روشنی اور نُور بھی مرحمت فرمایا ہے

خدا تعالےٰ نے مسلمانوں کو صرف عقل ہی کے عطیہ سے مشرف نہیں فرمایا بلکہ الہام کی روشنی اور نُور بھی اس کے ساتھ مرحمت فرمایا ہے۔ اُن کو اُن راہوں پر نہیں چلنا چاہیئے جن پر خشک منطقی اور فلاسفر چلانا چاہتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر لسانی قوت غالب ہوتی ہے اور روحانی قویٰ بہت ضعیف ہوتے ہیں۔ دیکھو قرآن شریف میں خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی تعریف میں اُولِی الْاَيْدِىْ وَالْاَبْصَارِ[2] فرماتا ہے۔ کہیں اولی الالسنہ نہیں فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ خدا تعالےٰ کو وہی لوگ پسند ہیں۔ جو بصر اور بصیرت سے خدا کے کام اور کلام کو دیکھتے ہیں اور پھر اُس پر عمل کرتے ہیں۔ اور یہ ساری باتیں بجُز تزکیہ نفس اور تطہیر قوائے باطنیہ کے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتیں ؂

فلاحِ دارین کے حصُول کا طریق

اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں فلاحِ دارین حاصل ہو اور لوگوں کے دلوں پر فتح پاؤ۔ تو پاکیزگی اختیار کرو۔ عقل سے کام لو اور کلامِ الہٰی کی ہدایات پر چلو۔ خود اپنے تئیں سنوارو۔ اور دوسروں کو اپنے اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھاؤ۔ تب البتہ کامیاب ہو جاؤ گے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔

ع۔ سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بر دل

پس پہلے دل پیدا کرو۔ اگر دلوں پر اثر اندازی چاہتے ہو تو عملی طاقت پیدا کرو۔ کیونکہ عمل کے بغیر قولی طاقت اور انسانی قوت کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ زبان سے قیل و قال کرنے والے تو لاکھوں ہیں۔ بہت سے مولوی اور علماء کہلا کر منبروں پر چڑھ کر اپنے

[1] آل عمران: ۱۹۲ [2] صٓ: ۴۶

تئیں نائب الرسول اور وارث الانبیاء قرار دے کر وعظ کرتے پھرتے ہیں کہتے ہیں کہ تکبر، غرور، بدکاریوں سے بچو۔ مگر جو اُن کے اپنے اعمال ہیں اور جو کرتوتیں وہ خود کرتے ہیں۔ ان کا اندازہ اس سے کرلو۔ کہ اُن باتوں کا اثر تمہارے دل پر کہاں تک ہوتا ہے۔

کہنے سے پہلے خود عمل کرو

اگر اس قسم کے لوگ عملی طاقت بھی رکھتے اور کہنے سے پہلے خود کرتے تو قرآن شریف میں لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (الصف) کہنے کی کیا ضرورت پڑتی؟ یہ آیت ہی بتلاتی ہے کہ دُنیا میں کہہ کر خود نہ کرنے والے بھی موجود تھے اور ہیں اور ہوں گے +

ہمارے نبی کریمؐ کے قول اور فعل میں پُوری مطابقت تھی

تم میری بات سُن رکھو اور خوب یاد کرلو۔ کہ اگر انسان کی گفتگو سچے دل سے نہ ہو۔ اور عملی طاقت اُس میں نہ ہو تو وُہ اثر پذیر نہیں ہوتی۔ اسی سے تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی صداقت معلوم ہوتی ہے کیونکہ جو کامیابی اور تاثیر فی القلوب آپؐ کے حصہ میں آئی۔ اس کی کوئی نظیر بنی آدم کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اور یہ سب اس لئے ہوا کہ آپؐ کے قول اور فعل میں پُوری مطابقت تھی +

میری ان باتوں پر عمل کرو اور عقل اور کلامِ الٰہی سے کام لو

میری یہ باتیں اس لئے ہیں کہ تا تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو۔ اور اس تعلق کی وجہ سے میرے اعضاء ہوگئے ہو۔ اِن باتوں پر عمل کرو۔ اور عقل اور کلامِ الٰہی سے کام لو۔ تاکہ سچی معرفت اور یقین کی روشنی تمہارے اندر پیدا ہو اور تم دوسرے لوگوں کو ظُلمت سے نُور کی طرف لانے کا وسیلہ بنو۔ اس لئے کہ آجکل اعتراضوں کی بنیاد طبعی اور طبابت اور ہیئت کے مسائل کی بناء پر ہے۔ اس لئے لازم ہوا کہ اِن علوم کی ماہیت اور کیفیت سے آگاہی حاصل کریں۔ تاکہ جواب دینے سے پہلے اعتراض کی حقیقت تو ہم پر کُھل جائے +

علُومِ جدیدہ کی ماہیّت اور کیفیّت سے آگاہی حاصل کرو

میں اُن مولویوں کو غلطی پر جانتا ہوں۔ جو علوم جدیدہ کی تعلیم کے مخالف ہیں۔ وُہ

دراصل اپنی غلطی اور کمزوری کو چھپانے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ اُن کے ذہن میں یہ بات سمائی ہُوئی ہے کہ علوم جدیدہ کی تحقیقات اسلام سے بدظن اور گمراہ کردیتی ہے۔ اور وُہ یہ قرار دیئے بیٹھے ہیں۔ کہ گویا عقل اور سائنس اسلام سے بالکل متضاد چیزیں ہیں چونکہ خود فلسفہ کی کمزوریوں کو ظاہر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اس لئے اپنی اس کمزوری کو چھپانے کے لئے یہ بات تراشتے ہیں کہ علوم جدیدہ کا پڑھنا ہی جائز نہیں۔ اُن کی رُوح فلسفہ سے کانپتی ہے اور نئی تحقیقات کے سامنے سجدہ کرتی ہے۔

سچّا فلسفہ قرآن میں ہے

مگر وُہ سچّا فلسفہ اُن کو نہیں ملا جو الہامِ الٰہی سے پَیدا ہوتا ہے۔ جو قرآن کریم میں کُوٹ کُوٹ کر بھرا ہوا ہے وہ اُن کو اور صرف اُنہیں کو دیا جاتا ہے۔ جو نہایت تذلّل اور نیستی سے اپنے تئیں اللہ تعالیٰ کے دروازے پر پھینک دیتے ہیں۔ جن کے دل اور دماغ سے متکبّرانہ خیالات کا تعفّن نکل جاتا ہے اور جو اپنی کمزوریوں کا اعتراف کرتے ہوئے گڑگڑا کر سچی عبُودیّت کا اقرار کرتے ہیں۔

علُومِ جدیدہ کو اِسلام کے تابع کرنا چاہیئے

پَس ضرورت ہے کہ آجکل دین کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے علُومِ جدیدہ حاصِل کرو اور بڑے جدّ و جہد سے حاصِل کرو۔ لیکن مجھے یہ بھی تجربہ ہے جو بطور انتباہ میں بیان کردینا چاہتا ہوں کہ جو لوگ ان علوم ہی میں یکطرفہ پڑ گئے اور ایسے محو اور منہمک ہوئے کہ کسی اہلِ دل اور اہلِ ذکر کے پاس بیٹھنے کا اُن کو موقعہ نہ ملا۔ اور وہ خود اپنے اندر الٰہی نُور نہ رکھتے تھے وہ عموماً ٹھوکر کھا گئے اور اسلام سے دُور جا پڑے۔ اور بجائے اس کے کہ اُن علُوم کو اِسلام کے تابع کرتے۔ اُلٹا اسلام کو علُوم کے ماتحت کرنے کی بے سُود کوشِش کرکے اپنے زعم میں دینی اور قومی خدمات کے متکفّل بن گئے۔ مگر یاد رکھو کہ یہ کام وُہی کرسکتا ہے۔ یعنی دینی خدمت وہی بجا لاسکتا ہے جو آسمانی روشنی اپنے اندر رکھتا ہو۔ ....

تعلیم و تربیت دینی بچپن میں ہو

یہ بات بھی غور کرنے کے قابل ہے کہ دینی علوم کی تحصیل کے لئے طفولیت کا زمانہ بہت ہی مناسب اور موزوں ہے۔ جب ڈاڑھی نکل آئی۔ تب ضَرَبَ یَضْرِبُ یاد کرنے بیٹھے تو کیا خاک ہوگا۔ طفولیّت کا حافظہ تیز ہوتا ہے۔ انسانی عُمر کے کسی دوسرے حصّہ میں اَیسا حافظہ کبھی بھی نہیں ہوتا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ طفولیّت کی بعض باتیں تو اب تک یاد ہیں۔ لیکن پندرہ برس پہلے کی اکثر باتیں یاد نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی عمر میں علم کے نقوش ایسے طور پر اپنی جگہ کر لیتے ہیں۔ اور قویٰ کے نشو و نما کی عمر ہونے کے باعث ایسے دِلنشیں ہوجاتے ہیں۔ کہ پھر ضائع نہیں ہو سکتے۔ غرض یہ ایک طویل اَمر ہے +

اپنی ہمسایہ قوموں سے سبق حاصل کرو

مختصر یہ کہ تعلیمی طریق میں اس امر کا لحاظ اور خاص توجّہ چاہیئے۔ کہ دینی تعلیم ابتدا سے ہی ہو۔ اور میری ابتدا سے یہی خواہش رہی ہے اور اب بھی ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کو پورا کرے۔ دیکھو۔ تمہاری ہمسایہ قوموں یعنی آریوں نے کس قدر حیثیّت تعلیم کے لئے بنائی۔ کئی لاکھ سے زیادہ روپیہ جمع کر لیا۔ کالج کی عالیشان عمارت اور سامان بھی پیدا کیا۔ اگر مسلمان پورے طور پر اپنے بچّوں کی تعلیم کی طرف توجّہ نہ کرینگے۔ تو میری بات سُن رکھیں کہ ایک وقت اُن کے ہاتھ سے بچّے بھی جاتے رہیں گے۔

صُحبت را اثر

مَثل مشہُور ہے۔ "تخُم تاثیر صُحبت را اثر" اس کے اوّل جزو (حصّہ) پر کلام ہو تو ہو۔ لیکن دوسرا حصّہ "صُحبت را اثر" ایسا ثابت شدہ مسئلہ ہے کہ اس پر زیادہ بحث کرنے کی ہم کو ضرورت نہیں۔ ہر ایک شریف قوم کے بچّوں کا عیسائیوں کے پھندے میں پھنس جانا اور مسلمانوں حتّٰی کہ غوث و قُطب کہلانے والوں کی اَولاد اور سَادات کے فرزند رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی شان میں گُستاخیاں کرنا دیکھ چکے ہو۔ اُن صحیح النسب سیدوں

کی اَولاد جو اپنا سلسلہ حضرت اِمام حُسینؓ تک پہنچاتے ہیں۔ ہم نے کرسچن (عیسائی) دیکھی ہے۔ اور بانیٔ اِسلام کی نسبت قِسم قِسم کے الزام (نعوذ باللہ) لگاتے ہیں۔ ایسی حالت میں بھی اگر کوئی مسلمان اپنے دین اور اپنے نبیؐ کے لئے غیرت نہیں رکھتا۔ تو اُس سے بڑھ کر ظالم اَور کون ہوگا؟

اگر تُم اپنے بچّوں کو عیسائیوں، آریوں اور دوسروں کی صُحبت سے نہیں بچاتے یا کم از کم نہیں بچانا چاہتے تو یاد رکھو کہ نہ صرف اپنے اُوپر بلکہ قوم پر اور اسلام پر ظُلم کرتے اور بہت بڑا بھاری ظُلم کرتے ہو۔

کیا تمہیں اِسلام کیلئے کچھ غیرت نہیں؟

اِس کے یہ معنے ہیں کہ گویا تمہیں اِسلام کے لئے کچھ غیرت نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی عزّت تمہارے دل میں نہیں۔

راستباز اور متّقی بنو تاکہ عقل میں جودت اور ذہانت پیدا ہو

ذرا سوچو اور سمجھو۔ خدا کے واسطے عقل سے کام لو۔ اور اس لئے کہ عقل میں جودت اور ذہانت پیدا ہو۔ راستباز اور متقی بنو۔ پاک عقل آسمان سے آتی ہے اور اپنے ہمراہ ایک نُور لاتی ہے۔ لیکن وُہ جوہرِ قابل کی تلاش میں رہتی ہے۔ اس پاک سلسلہ کا قانون وہی قانُون ہے جو ہم جسمانی قانون میں دیکھتے ہیں۔ بارش آسمان سے پڑتی ہے۔ لیکن کوئی جگہ اُس بارش سے گُلزار ہوتی ہے۔ اور کہیں کانٹے اور جھاڑیاں ہی اُگتی ہیں۔ اور کہیں وہی قطرۂ بارش سمندر کی تہ میں جاکر ایک گوہرِ شاہوار بنتا ہے۔ بقول کسے ع

در باغ لالہ روئید در شورہ بُوم خس

آسمانی نُور کے قبُول کرنے اور اُس سے فائدہ اُٹھانے کو تیار ہو جاؤ

اگر زمین قابل نہیں ہوتی۔ تو بارش کا کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچتا۔ بلکہ اُلٹا ضرر اور نُقصان ہوتا ہے۔ اسی لئے آسمانی نُور اُترا ہے اور وُہ دلوں کو روشن کرنا چاہتا ہے۔ اُس کے قبول کرنے اور اُس سے فائدہ اُٹھانے کو تیار ہو جاؤ۔ تا ایسا نہ ہو کہ بارش کی

طرح کہ جو زمین جوہر قابل نہیں رکھتی وہ اُس کو ضائع کر دیتا ہے۔ تم بھی باوجود نُور کی موجودگی کے تاریکی میں چلو۔ اور ٹھوکر کھا کر اندھے کوئیں میں گر کر ہلاک ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ مادر مہربان سے بھی بڑھ کر مہربان ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ اُس کی مخلوق ضائع ہو۔ وُہ ہدایت اور روشنی کی راہیں تم پر کھولتا ہے۔ مگر تم اُن پر قدم مارنے کے لئے عقل اور تزکیہ نفوس سے کام لو۔ جیسے زمین کہ جبتک ہل چلا کر تیار نہیں کی جاتی۔ تخم ریزی اُس میں نہیں ہوتی۔ اسی طرح جبتک مجاہدہ اور ریاضت سے تزکیہ نفوس نہیں ہوتا۔ پاک عقل آسمان سے اُتر نہیں سکتی۔

اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے بڑا فضل کیا۔ اور اپنے دین اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلّم کی تائید میں غیرت کھا کر ایک انسان کو جو تم میں بول رہا ہے بھیجا۔ تاکہ وہ اُس روشنی کی طرف لوگوں کو بُلائے۔ اگر زمانہ میں ایسا فساد اور فتنہ نہ ہوتا۔ اور دین کے محو کرنے کے لئے جس قسم کی کوششیں ہو رہی ہیں نہ ہوتیں۔ تو چنداں حرج نہ تھا۔ لیکن اب تم دیکھتے ہو کہ ہر طرف یمین و یسار اسلام ہی کو معدوم کرنے کی فکر میں جملہ اقوام لگی ہوئی ہیں۔ مجھے یاد ہے۔ اور براھین احمدیہ میں بھی مَیں نے ذِکر کیا ہے کہ اسلام کے خلاف چھ کروڑ کتابیں تصنیف اور تالیف ہو کر شائع کی گئی ہیں۔ عجیب بات ہے۔ کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی تعداد بھی چھ کروڑ اور اسلام کے خلاف کتابوں کا شمار بھی اسی قدر ہے۔ اگر اس زیادتی تعداد کو جو اَب تک اِن تصنیفات میں ہوئی ہے۔ چھوڑ بھی دیا جائے۔ تو بھی ہمارے مخالف ایک ایک کتاب ہر ایک مسلمان کے ہاتھ میں دے چکے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا جوش غیرت میں نہ ہوتا۔ اور اِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ اس کا وعدہ صادق نہ ہوتا تو یقیناً سمجھ لو کہ اِسلام آج دُنیا سے اُٹھ جاتا اور اُس کا نام و نشان تک مِٹ جاتا۔ مگر نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ کا پوشیدہ ہاتھ اس کی حفاظت کر رہا ہے۔ مجھے افسوس اور رنج اس امر کا ہوتا ہے۔ کہ لوگ مسلمان کہلا کر ناطے بیاہ کے برابر بھی تو اسلام کا فِکر نہیں کرتے۔ اور مجھے اکثر بار پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ کہ عیسائی عورتوں تک مرتے وقت لکھو کھا روپیہ عیسائی دین کی ترویج اور اشاعت کے لئے وصیّت کر جاتی

ہیں۔ اور اُن کا اپنی زندگیوں کو عیسائیت کی اشاعت میں صرف کرنا تو ہم ہر روز دیکھتے
ہیں۔ ہزارہا لیڈیز مشنری گھروں اور کوچوں میں پھرتی اور جس طرح بن پڑے نقد ایمان
چھینتی پھرتی ہیں۔ مُسلمانوں میں سے کسی ایک کو نہیں دیکھا۔ کہ وُہ پچاس روپیہ بھی
اشاعتِ اسلام کے لئے وصیت کرکے مرا ہو۔ ہاں شادیوں اور دُنیاوی رسُوم پر تو بے حد
اسراف ہوتے ہیں اور قرض لے کر بھی دل کھول کر فضول خرچیاں کی جاتی ہیں۔ مگر خرچ
کرنے کے نہیں تو صرف اسلام کے لئے نہیں۔ افسوس! افسوس!! اس سے بڑھ کر اور
مُسلمانوں کی حالت قابلِ رحم کیا ہوگی؟

بداعمالی کا نتیجہ بداعمالی ہوتا ہے

اصل بات یہ ہے کہ بداعمالی کا نتیجہ بداعمالی ہوتا ہے۔ اسلام کے لئے خدا تعالےٰ
کا قانونِ قدرت ہے کہ ایک نیکی سے دوسری نیکی پیدا ہو جاتی ہے۔ مجھے یاد آیا۔
تذکرۃُ الاَولیاء میں مَیں نے پڑھا تھا۔ کہ ایک آتش پرست بڈھا نوّے برس کی عُمر کا
تھا۔ اتفاقاً بارش کی جھڑی جو لگ گئی تو وُہ اُس جھڑی میں کوٹھے پر چڑیوں کے لئے دانے
ڈال رہا تھا۔ کسی بزرگ نے پاس سے کہا۔ کہ ارے بڈھے تو کیا کرتا ہے۔ اُس نے
جواب دیا کہ بھائی چھ سات روز متواتر بارش ہوتی رہی ہے۔ چڑیوں کو دانہ ڈالتا ہوں۔ اُس
نے کہا کہ تو عبث حرکت کرتا ہے۔ تُو کافر ہے۔ تجھے اجر کہاں۔ بُوڑھے نے جواب دیا۔ مجھے
اس کا اجر ضرور ملیگا۔ بزرگ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ میں حج کو گیا۔ تو دُور سے کیا دیکھتا ہوں
کہ وہی بڈھا طواف کر رہا ہے۔ اس کو دیکھ کر مجھے تعجب ہوا۔ اور جب میں آگے بڑھا
تو پہلے وُہی بولا۔ کیا میرا دانے ڈالنا ضائع گیا۔ یا اُن کا عوض ملا؟

نیکی کا اجر ضائع نہیں ہوتا

اب خیال کرنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کافر کی نیکی کا اجر بھی ضائع نہیں کیا۔
تو کیا مُسلمان کی نیکی کا اجر ضائع کر دے گا؟ مجھے ایک صحابی کا ذکر یاد آیا۔ کہ اُس نے
کہا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مَیں نے اپنے کُفر کے زمانہ میں بہت سے صدقات

کئے ہیں۔ کیا اُن کا اجر مجھے ملیگا۔ آپؐ نے فرمایا۔ کہ وہی صدقات تو تیرے اسلام کا
مُوجب ہو گئے ہیں ؎

نیکی کیا چیز ہے؟

نیکی ایک زینہ ہے اسلام اور خدا کی طرف چڑھنے کا۔ لیکن یاد رکھو کہ نیکی کیا چیز ہے شیطان
ہر ایک راہ میں لوگوں کی راہ زنی کرتا اور اُن کو راہِ حق سے بہکاتا ہے۔ مثلاً رات کو روٹی زیادہ
پک گئی اور صبح کو باسی بچ رہی۔ عین کھانے کے وقت کہ اس کے سامنے اچھے اچھے کھانے
رکھے ہیں۔ ابھی ایک لُقمہ نہیں کہ دروازہ پر آکر فقیر نے صدا کی اور روٹی مانگی۔ کہا کہ باسی روٹی
سائل کو دے دو۔ کیا یہ نیکی ہوگی؟ باسی روٹی تو پڑی ہی رہنی تھی۔ تنعم پسند اُسے کیوں کھانے
لگے؟ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا[1]
(الدھر) یہ بھی معلوم رہے کہ طعام کہتے ہی پسندیدہ طعام کو ہیں۔ سڑا ہوا باسی طعام نہیں
کہلاتا۔ الغرض اس رکابی میں سے جس میں ابھی تازہ کھانا اور لذیذ اور پسندیدہ رکھا ہوا
ہے کھانا شروع نہیں کیا۔ فقیر کی صدا پر نکال دے تو یہ تو نیکی ہے۔

نکمّی چیزوں کے خرچ کرنے سے کوئی نیکی کے تنگ دروازہ میں داخل نہیں ہو سکتا

بیکار اور نکمّی چیزوں کے خرچ کرنے سے کوئی آدمی نیکی کرنے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔
نیکی کا دروازہ تنگ ہے۔ پس یہ امر ذہن نشین کر لو۔ کہ نکمّی چیزوں کے خرچ کرنے سے
کوئی اس میں داخل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ نصّ صریح ہے۔ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا
مِمَّا تُحِبُّوْنَ[2] (پ۴) جبتک عزیز سے عزیز اور پیاری سے پیاری چیزوں کو خرچ نہ کروگے
اس وقت تک محبوب اور عزیز ہونے کا درجہ نہیں مل سکتا۔ اگر تکلیف اُٹھانا نہیں چاہتے۔
اور حقیقی نیکی کو اختیار کرنا نہیں چاہتے۔ تو کیونکر کامیاب اور بامُراد ہو سکتے ہو۔ کیا صحابہ
کرامؓ مفت میں اس درجہ تک پہنچ گئے جو اُن کو حاصل ہوا۔ دُنیادی خطابوں کے حاصل
کرنے کے لئے کس قدر اخراجات اور تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ تب کہیں جاکر
ایک معمولی خطاب جس سے دلی اطمینان اور سکینت حاصل نہیں ہو سکتی۔ ملتا ہے۔ پھر خیال

[1] الدھر: ۹ [2] آل عمران: ۹۳

کرو۔ کہ رضی اللہ عنہم کا خطاب جو دل کو تسلّی اور قلب کو اطمینان اور مولیٰ کریم کی رضامندی کا نشان ہے۔ کیا یُونہی آسانی سے مل گیا؟

خدا تعالےٰ کی رضامندی ہی حقیقی خوشی کا موجب ہے

بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضامندی جو حقیقی خوشی کا مُوجب ہے۔ حاصل نہیں ہو سکتی جبتک عارضی تکلیفیں برداشت نہ کی جاویں۔ خُدا ٹھگا نہیں جاسکتا۔ مُبارک ہیں وہ لوگ جو رضائے الٰہی کے حصول کے لئے تکلیف کی پَروا نہ کریں کیونکہ اَبدی خوشی اور دائمی آرام کی رَوشنی اس عارضی تکلیف کے بعد مومن کو ملتی ہے۔

کِس وقت تک کوئی آدمی سچّا مومن نہیں کہلا سکتا؟

میں کھول کر کہتا ہوں کہ جبتک ہر بات پر اللہ تعالیٰ مقدّم نہ ہو جاوے اور دل پر نظر ڈال کر وُہ نہ دیکھ سکے کہ یہ میرا ہی ہے۔ اس وقت تک کوئی سچّا مومن نہیں کہلا سکتا۔ ایسا آدمی تو اُل (عُرفِ عام) کے طور پر مومن یا مُسلمان ہے۔ جیسے چوہڑے کو بھی مصلّی یا مومن کہہ دیتے ہیں۔ مُسلمان وُہی ہے جو اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ کا مصداق ہو گیا ہو۔ وَجہ مُونہ کو کہتے ہیں۔ مگر اس کا اطلاق ذات اور وجُود پر بھی ہوتا ہے۔ پس جس نے ساری طاقتیں اللہ کے حضور رکھ دی ہوں۔ وہی سچّا مسلمان کہلانے کا مستحق ہے۔ مجھے یاد آیا۔ کہ ایک مسلمان نے کِسی یہُودی کو دعوتِ اسلام کی کہ تُو مسلمان ہو جا۔ مُسلمان خود فِسق و فجور میں مبتلا تھا۔ یہودی نے اس فاسِق مسلمان کو کہا کہ تُو پہلے اپنے آپ کو دیکھ۔ اور تُو اس بات پر مغرور نہ ہو۔ کہ تُو مسلمان کہلاتا ہے۔ خدا تعالےٰ اِسلام کا مفہُوم چاہتا ہے نہ نام اور لفظ۔ یہُودی نے اپنا قِصّہ بیان کیا کہ میں نے اپنے لڑکے کا نام خالد رکھا تھا۔ مگر دوسرے دِن مجھے اُسے قبر میں گاڑنا پڑا۔ اگر صرف نام ہی میں برکت ہوتی تو وہ کیوں مَرتا۔ اگر کوئی مسلمان سے پُوچھتا ہے کہ کیا تُو مُسلمان ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ۔

صرف لفاظی کام نہیں آسکتی جبتک کہ عمل نہ ہو

پس یاد رکھو کہ صرف لفاظی اور لسانی کام نہیں آسکتی جبتک کہ عمل نہ ہو۔ محض باتیں عند اللہ کچھ بھی وقعت نہیں رکھتیں۔ چنانچہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ[1] (الصف)

اگر تم اسلام کی خدمت کرنا چاہتے ہو تو پہلے خود تقویٰ اور طہارت اختیار کرو

اَب مَیں پھر اپنے پہلے مقصد کی طرف رجُوع کرتا ہُوں۔ یعنی صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا[2] جس طرح دشمن کے مقابلہ پر سرحد پر گھوڑا ہونا ضروری ہے تاکہ دشمن حد سے نہ نکلنے پاوے۔ اسی طرح تم بھی تیار رہو۔ ایسا نہ ہو کہ دُشمن سرحد سے گذر کر اسلام کو صدمہ پہنچائے۔ میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں کہ اگر تم اسلام کی حمایت اور خدمت کرنا چاہتے ہو تو پہلے خود تقویٰ اور طہارت اختیار کرو۔ جس سے خود تم خدا تعالیٰ کی پناہ کے حصنِ حصین میں آسکو۔ اور پھر تم کو اس خدمت کا شرف اور استحقاق حاصل ہو۔ تم دیکھتے ہو۔ کہ مسلمانوں کی بیرونی طاقت کیسی کمزور ہو گئی ہے۔ قومیں اُن کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتی ہیں۔ اگر تمہاری اندرونی اور قلبی طاقت بھی کمزور اور پست ہو گئی۔ تو بس پھر تو خاتمہ ہی سمجھو۔ تم اپنے نفسوں کو اَیسے پاک کرو۔ کہ قُدسی قوت ان میں سرایت کرے۔ اور وہ سرحد کے گھوڑوں کی طرح مضبوط اور محافظ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہمیشہ متقیوں اور راستبازوں ہی کے شاملِ حال ہوا کرتا ہے۔ اپنے اخلاق اور اطوار ایسے نہ بناؤ۔ جن سے اسلام کو داغ لگ جاوے۔ بدکاروں اور اسلام کی تعلیم پر عمل نہ کرنے والے مسلمانوں سے اسلام کو داغ لگتا ہے۔ کوئی مسلمان شراب پی لیتا ہے تو کہیں قَے کرتا پھرتا ہے۔ پگڑی گلے میں ہوتی ہے۔ موریوں اور گندی نالیوں میں گرتا پھرتا ہے۔ پولیس کے جُوتے پڑتے ہیں۔ ہندو اور عیسائی اُس پر ہنستے ہیں۔ اس کا اَیسا خلافِ شرع فعل اس کی ہی تضحیک کا موجب نہیں ہوتا۔ بلکہ در پردہ اس کا اثر نفسِ اسلام تک پہنچتا ہے۔ مجھے ایسی خبریں یا

[1] الصف : ۴ [2] آل عمران : ۲۰۱

جیلخانوں کی رپورٹیں پڑھ کر سخت رنج ہوتا ہے۔ جب میں دیکھتا ہوں کہ اس قدر مسلمان بدعملیوں کی وجہ سے موردِ عتاب ہوئے۔ دل بیقرار ہو جاتا ہے۔ کہ یہ لوگ جو صراطِ مستقیم رکھتے ہیں۔ اپنی بداعتدالیوں سے صرف اپنے آپ کو نقصان نہیں پہنچاتے۔ بلکہ اسلام پر ہنسی کراتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ کسی گذشتہ مردم شماری کے وقت مسٹر ایبٹسن صاحب نے اپنی رپورٹ میں بہت کچھ لکھا تھا۔ میری غرض اس سے یہ ہے کہ مسلمان لوگ مسلمان کہلا کر ان ممنوعات اور منہیات میں مبتلا ہوتے ہیں۔ جو نہ صرف ان کو بلکہ اسلام کو مشکوک کر دیتے ہیں۔ پس اپنے چال چلن اور اطوار ایسے بنا لو کہ کفار کو بھی تم پر (جو در اصل اسلام پر ہوتی ہے) نکتہ چینی کرنے کا موقعہ نہ ملے۔

اصل شکر تقویٰ اور طہارت ہی ہے

تمہارا اصل شکر تقویٰ اور طہارت ہی ہے۔ مسلمان پوچھنے پر الحمد للہ کہہ دینا سچا سپاس اور شکر نہیں ہے۔ اگر تم نے حقیقی سپاس گذاری یعنی طہارت اور تقویٰ کی راہیں اختیار کر لیں۔ تو میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ تم سرحد پر کھڑے ہو کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا۔ مجھے یاد ہے۔ کہ ایک ہندو سررشتہ دار جس کا نام جگن ناتھ تھا۔ اور جو ایک متعصب ہندو تھا۔ بتلایا۔ کہ امرتسر یا کسی جگہ میں وہ سررشتہ دار تھا۔ جہاں ایک ہندو اہلکار دَرپردہ نماز پڑھا کرتا تھا۔ مگر بظاہر ہندو تھا۔ میں اور دیگر سارے ہندو اُسے بہت بُرا جانتے تھے۔ اور ہم سب اہلکاروں نے مل کر ارادہ کر لیا۔ کہ اس کو ضرور موقوف کرائیں۔ سب سے زیادہ شرارت میرے دل میں تھی۔ میں نے کئی بار شکایت کی کہ اس نے یہ غلطی کی ہے اور یہ خلاف ورزی کی ہے۔ مگر اس پر کوئی التفات نہ ہوتی تھی۔ لیکن ہم نے ارادہ کر لیا ہوا تھا۔ کہ اُسے ضرور موقوف کرا دیں گے۔ اور اپنے اس ارادہ میں کامیاب ہونے کے لئے بہت سی نکتہ چینیاں بھی جمع کر لی تھیں۔ اور میں وقتاً فوقتاً ان نکتہ چینیوں کو صاحب بہادر کے رُوبرُو پیش کر دیا کرتا تھا۔ صاحب اگر بہت ہی غصہ ہو کر اُس کو بُلا

بھی لیتا تھا۔ تو جونہی وہ سامنے آجاتا تو گویا آگ پر پانی پڑجاتا۔ معمولی طور پر نہایت
نرمی سے اُسے فہمائش کر دیتا۔ گویا اس سے کوئی تصور سرزد ہی نہیں ہوا۔

تقویٰ کا رُعب دُوسروں پر بھی پڑتا ہے

اصل بات یہ ہے۔ کہ تقویٰ کا رُعب دوسروں پر بھی پڑتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ
متقیوں کو ضائع نہیں کرتا۔ میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت سیّد عبد القادر
صاحب جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے اکابر میں سے ہوئے ہیں۔ ان کا نفس بڑا مُطہّر تھا۔
ایک بار انہوں نے اپنی والدہ سے کہا کہ میرا دِل دُنیا سے برداشتہ ہے۔ میں چاہتا ہوں۔
کہ کوئی پیشوا تلاش کروں جو مجھے سکینت اور اطمینان کی راہیں دکھلائے۔ والدہ نے
جب دیکھا کہ یہ اب ہمارے کام کا نہیں رہا۔ تو اُن کی بات کو مان لیا۔ اور کہا۔ کہ اچھا
مَیں تجھے رخصت کرتی ہوں۔ یہ کہہ کر اندر گئی۔ اور اَسّی مُہریں جو اس نے جمع کی ہوئی
تھیں۔ اُٹھا لائی۔ اور کہا کہ ان مُہروں سے حِصّہ شرعی کے موافق چالیس مُہریں تیری ہیں
اور چالیس تیرے بڑے بھائی کی۔ اس لئے چالیس مُہریں تجھے بحصّہ رَسدی دیتی ہُوں۔
یہ کہہ کر وہ چالیس مُہریں اُن کی بغل کے نیچے پَیراہن میں سی دیں۔ اور کہا کہ امن کی جگہ
پہنچ کر نکال لینا۔ اور عند الضرورت اپنے صَرف میں لانا۔ سیّد عبد القادر صاحبؒ نے
اپنی والدہ سے عرض کی کہ مجھے کوئی نصیحت فرمادیں۔ انہوں نے کہا کہ بیٹا۔ جھوٹ کبھی
نہ بولنا۔ اس سے بڑی برکت ہوگی۔ اتنا سُن کر آپ رخصت ہوئے۔ اتفاق ایسا ہوا۔ کہ
جس جنگل میں سے ہو کر آپؒ گزرے اُس میں چند راہزن قزاق رہتے تھے۔ جو مسافروں
کو لُوٹ لیا کرتے تھے۔ دُور سے سیّد عبد القادر صاحبؒ پر بھی اُن کی نظر پڑی۔ قریب آئے
تو اُنھوں نے ایک کمبل پوش فقیر سا دیکھا۔ ایک نے ہنسی سے دریافت کیا کہ تیرے پاس
کچھ ہے؟ آپؒ ابھی اپنی والدہ سے تازہ نصیحت سُن کر آئے تھے۔ کہ جھوٹ نہ بولنا۔
فی الفور جواب دیا کہ ہاں۔ چالیس مُہریں میری بغل کے نیچے ہیں۔ جو میری والدہ صاحبہ نے

کیسہ کی طرح سی دی ہیں۔ اُس قزّاق نے سمجھا کہ یہ ٹھٹھا کرتا ہے۔ دوسرے قزّاق نے جب پُوچھا تو اُس کو بھی یہی جواب دیا۔ الغرض ہر ایک چور کو یہی جواب دیا۔ وہ ان کو اپنے امیر قزاقاں کے پاس لے گئے کہ بار بار یہی کہتا ہے۔ امیر نے کہا۔ اچھا۔ اس کا کپڑا دیکھو تو سہی۔ جب تلاشی لی گئی۔ تو واقعی چالیس مہریں برآمد ہوئیں۔ وُہ حیران ہوئے کہ یہ عجیب آدمی ہے۔ ہم نے ایسا آدمی کبھی نہیں دیکھا۔ امیر نے آپؒ سے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ تُو نے اِس طرح پر اپنے مال کا پتہ بتا دیا؟ آپؒ نے فرمایا کہ میں خُدا کے دین کی تلاش میں جاتا ہوں۔ روانگی پر والدہ صاحبہ نے نصیحت فرمائی تھی کہ جھوٹ کبھی نہ بولنا۔ یہ پہلا امتحان تھا۔ مَیں جھُوٹ کیوں بولتا۔ یہ سُنکر امیر قزاقاں رو پڑا۔ اور کہا کہ آہ! میں نے ایک بار بھی خدا تعالیٰ کا حکم نہ مانا۔ چوروں سے مخاطب ہو کر کہا کہ اِس کلمہ اور اس شخص کی استقامت نے میرا تو کام تمام کر دیا ہے۔ میں اَب تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ اور توبہ کرتا ہوں۔ اس کے کہنے کے ساتھ ہی باقی چوروں نے بھی توبہ کر لی۔

"چوروں قطب بنایا اِی"

مَیں "چوروں قطب بنایا ئی" اسی واقعہ کو سمجھتا ہُوں۔ الغرض سیّد عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پہلے بیعت کرنے والے چور ہی تھے۔

صَبر

اسی لئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا (پارہ ۴) صبر ایک نقطہ کی طرح پیدا ہوتا ہے۔ اور پھر دائرہ کی شکل اختیار کر کے سب پر محیط ہو جاتا ہے۔ آخر بدمعاشوں پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ انسان تقوٰی کو ہاتھ سے نہ دے۔ اور تقوٰے کی راہوں پر مضبوطی سے قدم مارے۔ کیونکہ مُتّقی کا اثر ضرور پڑتا ہے۔ اور اُس کا رُعب مخالفوں کے دِل میں بھی پیدا ہو جاتا ہے۔

تقویٰ کے اجزاء

تقویٰ کے بہت سے اجزاء ہیں۔ عجب، خود پسندی، مال حرام سے پرہیز اور بداخلاقی سے بچنا بھی تقویٰ ہے۔ جو شخص اچھے اخلاق ظاہر کرتا ہے۔ اس کے دشمن بھی دوست ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ (پ ۱۸)

اب خیال کرو کہ یہ ہدایت کیا تعلیم دیتی ہے؟ اس ہدایت میں اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے۔ کہ اگر مخالف گالی بھی دے۔ تو اس کا جواب گالی سے نہ دیا جائے بلکہ اُس پر صبر کیا جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ مخالف تمہاری فضیلت کا قائل ہو کر خود ہی نادم اور شرمندہ ہوگا۔ اور یہ سزا اُس سزا سے بہت بڑھ کر ہوگی جو انتقامی طور پر تم اُس کو دے سکتے ہو۔ یُوں تو ایک ذرا سا آدمی اقدامِ قتل تک نوبت پہنچا سکتا ہے۔ لیکن انسانیت کا تقاضا اور تقویٰ کا منشاء یہ نہیں ہے۔ خوش اخلاقی ایک ایسا جوہر ہے کہ موذی سے انسان پر بھی اُس کا اثر پڑتا ہے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔ کہ ع

لُطف کُن لُطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

(باقی آئندہ)

دعائے مغفرت

مکرم و محترم ملک عبدالحفیظ خاں صاحب ولد ملک اللہ رکھا صاحب مرحوم آف لاہور حال ڈیلاس ٹیکساس یو ایس اے مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۹۷ء کو ڈیلاس میں وفات پا گئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ ۲۰ فروری ۱۹۲۰ء کو بمقام سیالکوٹ پاکستان میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت ماسٹر عبدالعزیز صاحب نوشہروی مرحوم کے نواسے تھے

مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۹۷ء کو ڈیلاس کے ہی ایک قبرستان میں آپکی نماز جنازہ مکرم و محترم مولانا ظفر احمد سرور صاحب مشنری ساؤتھ ریجن (ہیوسٹن ٹیکساس) نے پڑھائی جس میں کثیر تعداد احباب جماعت اور غیر از جماعت دوستوں نے شرکت کی۔ بعد از نماز جنازہ آپ کو اسی قبرستان میں دفن کیا گیا اور قبر تیار ہونے کے بعد مکرم مربی صاحب نے دعا کروائی۔

مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۹۷ء کو حضور انور نے ازراہ شفقت آپکی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

خطبۂ دلگداز

(فرمودہ حضرت خلیفة المسیح الرابع، مورخہ ۱۰/اکتوبر ۱۹۹۷ء دربارہ تحریک نماز سے متاثر ہو کر)

خطبۂ دلگداز اترا ہے
یہ جو بہرِ نماز اترا ہے

سوز اترا ہے ساز اترا ہے
نغمۂ دلنواز اترا ہے

مرتے لوگوں کو دو نوید ظفرؔ
رازِ عمرِ دراز اترا ہے

روح بہنے لگی ہے سجدے میں
خطبۂ جاں گداز اترا ہے

تازہ تفسیر اور اتری ہے
پھر سے حکمِ نماز اترا ہے

اُمّتِ مصطفیٰؐ کی خاطر یہ
طرّۂ امتیاز اترا ہے

شہسوارِ صلیبِ عشقِ خدا
کس قدر سرفراز اترا ہے

حُسنِ حق عین روبرو دیکھا
جب خمارِ مجاز اترا ہے

شرق تا غرب آج پھر دیکھو
جگ پہ رنگِ حجاز اترا ہے

بندگی جس کی عرش تک پہنچی
اس پہ بندہ نواز اترا ہے

فرش سے عرش تک پہنچنے کا
ایک سجدے میں راز اترا ہے

کامیابی صلوٰۃ میں پاؤ
وعدہ کارساز اترا ہے

ہے نماز اس کی دہر میں جس کا
نشۂ حرص و آز اترا ہے

عاقلوں کو جنوں عطا کرنے
حسنِ فتنہ طراز اترا ہے

چشم نم تھے خطیب وسامع سب
آسماں سے گداز اترا ہے

مسجدیں بھر گئی ہیں دوبارہ
خطبۂ کارساز اترا ہے

خطبۂ جاں نواز اترا ہے
رازِ عمرِ دراز اترا ہے

(ہومیو پیتھک ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر۔ ربوہ)

نیکیوں کو نور بنا دینے والا نسخہ یہی ہے کہ ہر نیکی کی نیت میں اللہ تعالیٰ کی محبت اثر انداز ہو

● وقفِ جدید کا مقصد دیہاتی اور نئے غیر تربیت یافتہ ممالک کی تربیت کرنا ہے ●

مشرقی یورپ میں جماعت کی بڑھتی ہوئی ضروریات پورا کرنے کیلئے ۱۵ لاکھ ڈالرز کی نئی تحریک

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۷ دسمبر ۱۹۹۶ء مطابق ۲۷ فتح ۱۳۷۵ ہش بمقام بیت الفضل لندن (برطانیہ)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے سورۃ الحدید کی درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی

اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَ لَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ○ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ○ (الحدید آیات ۱۹، ۲۰)

فرمایا: آج کا خطبہ جیسا کہ میں نے کل ہندوستان کے جلسے کے ابتدائی خطاب میں ذکر کیا تھا وقفِ جدید کے مضمون کیلئے وقف ہے۔ پرانا دستور یہی چلا آرہا ہے کہ یا تو سال کے آخری خطبے میں وقفِ جدید کے سالِ نو کا آغاز ہوتا ہے یا اس سے آئندہ سال کے آغاز میں پہلے خطبے میں۔ جب میں ہندوستان گیا تھا تو یہی تاریخ تھی یہی دن جب میں نے وہاں ۱۹۹۱ء میں وقفِ جدید کے نئے سال کے آغاز کا اعلان کیا تھا اب یہ دونوں جلسے بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عجیب تصرّف ہے کہ وہی دن ہیں اور وہی تاریخیں ہیں اور جو بھی برکتیں ان میں مضمر ہوں گی وہ ہماری وہمی نہیں بلکہ عملاً اللہ تعالیٰ ان برکتوں کو دکھائے گا تو ہمارا یقین

اور ایمان خدا تعالیٰ پہ اَور بھی زیادہ جِلا پائے گا۔

ہندوستان اور افریقہ کی ضرورتیں

وقفِ جدید کی تحریک کا آغاز تو ۱۹۵۸ء سے ہے یا ۵۷ء کے آخر سے اور اس پہلو سے ایک لمبے زمانے سے یہ تحریک چلی آرہی ہے مگر بیرونِ پاکستان چندوں کے لحاظ سے اسے ممتد کرنے کا آغاز چند سال پہلے ہوا۔ جب میں نے یہ تحریک کی تو اس وقت میرے ذہن میں یہ نہیں تھا کہ اتنی بڑی ضرورتیں پیدا ہونے والی ہیں کیونکہ تبلیغ جاری تو تھی مگر دھیمی دھیمی اور اس میں وہ نئی حرکت اور نئی سرعت پیدا نہیں ہوئی تھی جواب اللہ تعالیٰ کے فضل سے پیدا ہو چکی ہے اور تبلیغ ہی کے تقاضے ہیں جن کو پورا کرنے کیلئے نئے مالی تقاضے اُبھرے اور اسکی وجہ سے عام چندوں تک محدود رہتے ہوئے وہ ضرورتیں پوری نہیں ہو سکتی تھیں۔ مثلاً وقفِ جدید کے تعلق میں مَیں نے یہ اعلان کیا تھا کہ ہندوستان کی جماعتیں چونکہ ابھی غریب ہیں اور تقسیم کے بعد ان کو بہت بڑا دھکا لگا تھا جس سے ابھی تک وہ سنبھلی نہیں اس لئے وہاں کی وقفِ جدید کی ضرورتیں انکے چندے کی صلاحیت کے مقابل پر بہت زیادہ ہیں۔

اسی طرح افریقہ کی جماعتیں چونکہ بیشتر غریب ہیں نہ وہ پوری طرح اپنے چندوں میں خود کفیل ہیں، نہ وقفِ جدید کی طرز کا نظام وہاں جاری کرنے سے یا وقفِ جدید کی نہج پر انکی تعلیم و تربیت کرنے کیلئے ہمارے پاس وہاں کوئی ایسے ذرائع مہیّا ہیں کہ ہم ملکی طور پر ہی ان ضرورتوں کو پورا کر سکیں اس لئے مَیں نے یہ تحریک کی کہ مغربی ممالک بالخصوص اور بیرونی ممالک بالعموم اس تحریک میں شامل ہو جائیں اور محض پاکستان ہی کو یہ اعزاز نہ رہے کہ وہ اکیلا یا ہندوستان اور پاکستان دونوں یا بنگلہ دیش یہ تینوں دراصل کہنے چاہئیں تھے مجھے کہ ان تینوں میں یہ اعزاز نہ رہے کہ یہ تو ایک ایسی تحریک میں حصّہ لے رہے ہیں جو خالصتاً للہ ایک عظیم مقصد کے لئے قائم کی گئی اور باقی جماعتیں دنیا کی محروم رہ گئی ہیں۔

تبلیغ میں نئی تیزی کا دَور

جیسا کہ مَیں نے عرض کیا ہے مجھ پر یہ امر واضح نہیں تھا کہ کوئی حقیقی ضرورت ایسی اُبھری ہے جس کو پورا کرنے کیلئے یہ تحریک کی جائے اور اندازہ تھا کہ یہ ضرورتیں بڑھ رہی ہیں اس لئے آمد کے ذرائع بھی بڑھنے چاہئیں۔ لیکن بعد کے حالات سے پتہ چلا کہ یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہی سے تحریک دل میں ڈالی گئی تھی کیونکہ اچانک تبلیغ میں ایسی سرعت پیدا ہو گئی اور دنیا کا رجحان احمدیت کی طرف اس تیزی سے بڑھنے لگا کہ ان کو تبلیغ کرنے کا تو الگ مسئلہ، ان کی تربیتی ذمہ داریوں کو سنبھالنے کیلئے بہت بڑی مالی ضروریات درپیش تھیں۔ کیونکہ انہی میں سے مبلغ

نکالنا، انکی تربیت کے سامان کرنا، ان کو جگہ جگہ جلسوں کے ذریعہ اور تربیتی کلاسز کے ذریعہ اس دین کی تفصیل سمجھانا جس کو عموماً بغیر سمجھے عامۃ النّاس قبول کرتے ہیں اور یہ معاملہ صرف احمدیت کیلئے خاص نہیں دنیا کے ہر مذہب کا یہی حال ہے۔ عامۃ النّاس عموماً ایک عقیدے کو تسلیم کر لیتے ہیں بعض نشانات کو دیکھ کر بعض رجحانات کو دیکھ کر اور بعض دفعہ آسمان سے ایسے تائیدی نشان ظاہر ہو رہے ہوتے ہیں جن کو دیکھنے سے وہ یقین کر لیتے ہیں کہ یہ سچا سلسلہ ہے، مگر اس کے عقائد کی تفصیل، اس پر عمل کرنے کے جو طریق ہیں ان سے بسا اوقات ناواقف رہتے ہیں۔ اسی لئے قرآن کریم نے وہ نظام جاری فرمایا کہ اپنے مرکز میں پہلے مختلف قوموں کے نمائندوں کو بلاؤ جو مسلمان ہو چکے ہیں۔ ان کو بلاؤ، ان کو وہاں ٹھہراؤ، انکی تعلیم و تربیت کرو اور پھر واپس بھیجو تاکہ وہ اپنے اپنے مقامات پر جا کر خدمتِ دین کا کام بہتر طریق پر سرانجام دے سکیں۔ یہ ضروریات تھیں جن کیلئے خدا تعالیٰ نے مغربی جماعتوں کو یعنی آزاد ایسے ملکوں کو جو نسبتاً ترقی یافتہ ہیں ان کو بھی اس تحریک میں شمولیت کی توفیق بخشی اور اللہ تعالیٰ نے اس کے بہت ہی اعلیٰ پھل ہمیں دکھائے اور ایسے جن کا ہمارے ذہن میں کہیں دور کے گوشوں میں بھی کوئی تصور نہیں تھا۔ لیکن اسکی تفصیل میں جانے سے پہلے میں قرآن کریم کی ان آیات کا ترجمہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں اور مختصراً ان مضامین کو آپ کے سامنے کھولنے کی کوشش کروں گا۔

اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ یقیناً صدقہ دینے والے اور صدقہ دینے والیاں" وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا " یعنی وہ لوگ جن کے صدقے سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے اللہ کی خاطر اللہ کو قرضہ حسنہ کے طور پر کچھ دیا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق فرمایا "يُضٰعَفُ لَهُمْ" ان کیلئے بڑھایا جائے گا۔ کیا بڑھایا جائے گا یہ بات مبہم چھوڑ دی گئی ہے اور یہ مبہم چھوڑنا دو طریق پر ہوا کرتا ہے۔ بعض لوگ جن کی نیتیں خراب ہوں وہ مجمل وعدہ کر دیا کرتے ہیں، مبہم سا وعدہ کر لیتے ہیں تاکہ ہم پھر پکڑے نہ جائیں۔ جب نہ پورا کرنے کو دل چاہے تو کہتے ہیں ہم نے یہی کہا تھا نا کہ کچھ دیں گے تو کچھ دے دیں گے، یہ کب کہا تھا کہ کب دیں گے اس لئے کوئی مطالبہ نہ کرو ہم سے۔ مگر جو کریم ہو، جو بے انتہا احسان کرنیوالا ہو وہ جب مجمل وعدہ کرتا ہے تو مراد یہ ہے کہ اس سے بہت زیادہ دیں گے جو تم سمجھ رہے ہو اس لئے معین کر کے ہم اپنے ہاتھ نہیں باندھتے۔ حسبِ حالات، تمہارے اخلاص کے تقاضوں کے مطابق جتنا چاہیں گے اور اتنا دیتے چلے جائیں گے مگر جو بھی دیں گے تمہاری توقعات سے بڑھ کر دیں گے۔ خدا تعالیٰ کے وعدوں میں یہ چیز شامل ہوتی ہے اس کے سوا ایک بھی خدا کا وعدہ نہیں ملتا جو محسنین سے یا اس کی راہ میں خدمت کرنیوالوں سے کیا گیا ہو اور اس میں ان توقعات سے بڑھ کر دینے کا مضمون شامل نہ ہو۔ چنانچہ فرمایا "يُضٰعَفُ لَهُمْ" ان کیلئے بڑھا دیا جائے گا۔ "وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ" اور

ان کیلئے معزز اجر بھی ہوگا۔ یعنی اجرِ کریم سے مراد جیسا کہ ایک اور آیت کے حوالے سے میں نے بیان کیا تھا ان کو اموال ہی میں برکت نہیں دی جائے گی، ان کی عزتوں میں بھی برکت دی جائے گی، ان کو معزز بنایا جائے گا۔ اور کریم سے مراد سخی بھی ہے۔ وہ شخص جو اعلیٰ اقدار کی خاطر دل کھول کے خرچ کرتا ہے۔ تو اجرِ کریم خدا سے متوقع ہے اور وہ اجرِ کریم ان کو بھی کریم بنانے والا ہوگا۔

"وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ"

اب یہاں لفظ صدیق کا استعمال اتفاقی نہیں ہے۔ دیکھیں نبوت کا یہاں ذکر نہیں ملتا۔ صدیق اور اس کے بعد شہداء کا ذکر فرمایا اور "مصدقین" اور "مصدقات" کا مادہ وہی ہے جو صدیق کا ہے۔ اور "مصدقات" اور "مصدقین" میں جو باب استعمال فرمایا گیا ہے اسمیں کچھ مبالغے کے معنی ضرور پائے جاتے ہیں۔ وہ لوگ جو بکثرت صدقہ دینے والے ہیں، جو بکثرت صدقہ دینے والیاں ہیں وہ چونکہ اپنے نیک اعمال میں اور خدا کی خاطر دل کھولنے میں ایک نمایاں منصب پا گئے، نمایاں صورت اختیار کر گئے اس لئے اللہ کی طرف سے بھی ان سے نمایاں اجر کا وعدہ ہونا چاہیئے تھا۔ پس جہاں اجرِ کریم فرما دیا اس سے اگلی آیت ہی میں ایک ایسا مضمون بیان فرمایا ہے جو نبوت سے نیچے سب سے اعلیٰ منصب کا وعدہ کر رہا ہے۔

چنانچہ فرمایا "وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ" جو اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور اس کے رسولوں پر یعنی یہی لوگ ہیں جن کی ایک مزید تعریف یہ فرما دی گئی ہے کہ ان کا خرچ محض اپنی ذاتی کرامت سے نہیں ہے بلکہ اللہ اور رسول پر ایمان کے نتیجے میں یہ پیدا ہوا ہے۔ فرمایا "هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ" اس معیار کے لوگ وہ ہیں جن کو ہم صدیق شمار فرمائیں گے۔ اور اس سے بڑا اجرِ کریم اور کیا ہو سکتا ہے پھر کہ صدیقیت کا مقام پا جائیں اور صدیقیت کا مقام خدا کی راہ میں خرچ بڑھانے کے نتیجے میں اور پھر "لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ" پیچھے جب تحریکِ جدید کے سال کا آغاز کرتے ہوئے میں نے قرآن کریم کی ایک آیت آپ کے سامنے رکھی تھی اُس میں بھی نور کا وعدہ تھا، اس آیت میں بھی نور کا وعدہ ہے کہ انہیں صدیقیت کا مقام بھی ملے گا، شہادت کا مقام بھی ملے گا "عِنْدَ رَبِّهِمْ" اپنے رب کے حضور۔

"لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ" ان کیلئے ان کا اجر بھی اور ان کا نور بھی ہے۔ اب ان کا اجر اور ان کا نور سے کیا مراد ہے؟ یہ مختصر بیان کر کے میں وقفِ جدید کی طرف واپس لوٹوں گا۔ اجر جو ہے وہ تو قربانیوں سے تعلق رکھنے والی بات ہے۔ جس شخص میں جتنی توفیق تھی اس نے اس حد تک قربانی کی اور اللہ تعالیٰ نے اس شرط کے ساتھ کہ میں بڑھاؤں گا اور تمہاری توقعات سے بڑھ کر دوں گا اسکو پورا فرما دیا یہ تو اجر ہو

گیا۔ لیکن " نُوْرُهُمْ " ان کا نور کیا ہے؟ دراصل ان کا نور ہی ہے جو اجر کا فیصلہ کرتا ہے اور نور سے مراد وہ دل کی پاکیزگی اور صفائی ہے جس کے ساتھ انسان ایک قربانی خدا کے حضور پیش کرتا ہے اور اجرِ کریم کا اس سے گہرا تعلق ہے۔ جتنا وہ نور بلند ہوگا، روشن تر ہوگا، خدا کے خالص ہو کر چمکے گا اسی حد تک اس کے اجر کو بڑھا دیا جائے گا اور اجر کو اعزاز بخشا جائے گا۔

پس صدیقیت کا تعلق نور سے ہے اور شہادت کا بھی تعلق نور سے ہے۔ صالحیت کا اس تفصیل سے تعلق نہیں ہے نور کیساتھ جیسا ان دو مراتب کا ہے۔ اس لئے دیکھیں یہاں صرف دو ہی مراتب کا ذکر ہے۔ صدیقیت کا اور شہادت کا۔ اور نہ نبوّت کا ہے نہ صالحیت کا ہے تو صالحیت جو عام روزمرّہ کی نیکیاں ہیں انسان کو اس بلند مقام تک نہیں پہنچایا کرتیں جس کی پہلی سیڑھی شہادت ہے اور دوسری سیڑھی صدیقیت ہے۔ اور چونکہ نبوّت بالعموم اس طرح عطا نہیں ہوا کرتی وہ منصب ہی بالکل الگ ہے۔ اس لئے جہاں اللہ اور رسول کی اطاعت کی جزاء کا تعلق ہے وہاں نبوّت کا ذکر سرِ فہرست فرما دیا لیکن روزمرّہ کی مومن کی قربانیوں کا ذکر ہے۔ اس میں جو اعلیٰ درجے کی قربانیاں کرنیوالے ہیں ان کو دو انعامات کا وعدہ فرمایا کہ تم میں صدیق بھی پیدا ہوں گے اور شہید بھی پیدا ہوں گے اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بڑا احسان ہوگا۔

" وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ " اور وہ لوگ جنہوں نے انکار کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا ان کیلئے تو جہنم کے عذاب کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

مالی قربانی کے مراتب سمجھنے کی ضرورت

پس مالی قربانی کے جو مرتبے ہیں ان کو سمجھے بغیر حقیقت میں مالی قربانی کا جذبہ صحیح طریق پر بیدار ہو ہی نہیں سکتا اور ان مراتب کو سمجھنے کے نتیجے میں مالی قربانی میں جو احتیاطیں ضروری ہیں ان سے بھی انسان واقف ہو جاتا ہے۔

کیونکہ لبسا اوقات مالی قربانی دیکھا دیکھی سے بھی ہو جاتی ہے۔ مالی قربانی میں مسابقت کا جائز شوق بھی شامل ہو جاتا ہے۔ وہ بھی اپنی جگہ ٹھیک ہے لیکن اگر نظر ان بلند مقامات کی طرف اور مراتب کی طرف ہو جن کا ذکر قرآن کریم نے فرمایا ہے تو مالی قربانی میں ایک نئی جلاء پیدا ہو جائے گی اور مالی قربانی ہمیشہ محفوظ رہے گی۔

پس اس پہلو سے وقفِ جدید کے ذکر میں جب مَیں بعض مثالیں بھی دوں گا، بعض عظیم الشان قربانیوں کا ذکر بھی کروں گا تو ہرگز یہ مراد نہیں کہ اپنی قربانیوں کو محض اس غرض سے بڑھائیں کہ آپ کا ذکر چلے۔ اس غرض

سے بڑھائیں کہ آپ میں مسابقت کی وہ روح پیدا ہو جو آپ کیلئے مطمعِ نظر بنا دی گئی ہے، جو آپ کا ماٹو قرار دے دیا گیا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے "كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" تم بہترین اُمت ہو جو لوگوں کیلئے بنائی گئی ہو اور دوسری جگہ فرماتا ہے کہ "فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ" یہ جو آیت تھی یہ میرے ذہن میں تھی، وہ دوسری آیت کا بھی اس مضمون سے تعلق ہے مگر میرے ذہن میں جو آیت تھی جو میں ڈھونڈ رہا تھا وہ یہ دوسری آیت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "لِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ" ہر ایک کیلئے ایک نصب العین ہے جس کی وہ پیروی کرتا ہے اس کیلئے وہ پابند ہو جاتا ہے اس کیلئے وہ اپنے آپ کو وقف کر دیتا ہے، وہ قبلہ بن جاتا ہے جس کی طرف منہ پھیر لیتا ہے۔ "فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ" تمہارا نصب العین جس کی طرف تم نے اپنے چہرے پھیرنے ہیں، اپنی توجہات کو مرکوز کرنا ہے وہ ہے ایک دوسرے سے نیکیوں میں آگے بڑھو۔ پس اس جذبے کے ساتھ قرآن کریم نے ہمارا مقصد، ہمارا نصب العین ہی نیکیوں میں آگے بڑھنا قرار دے دیا ہے۔ اگر ایک انسان اپنے بھائی سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے تو اُسے ہرگز ریا کاری نہیں کہا جا سکتا، اسے ہرگز معمولی بات سمجھ کر رد نہیں کیا جا سکتا۔ مگر اس اعلیٰ نیت کے باوجود اس سے بھی بلند ترین نیتیں ہیں اور ان میں سے اوّل یہ ہے کہ اللہ کا تصوّر ذہن پر حاوی ہو اور کوئی بھی چندہ ایسا ادا نہ کیا جائے جس میں خدا کی محبت کی آمیزش نہ شامل ہو۔

نیکیوں کو نور بنانے والا نسخہ

اگر خدا کی محبّت کی آمیزش شامل ہو جائے تو سب کچھ مل گیا پھر آگے بڑھنے کی توفیق بھی ملتی ہے اور غیر معمولی طور پر ملتی ہے اور اس نصب العین سے اسکا کوئی مقابلہ نہیں ہے بلکہ اس کو بڑھانے کی توفیق بھی ملتی ہے اور غیر معمولی طور پر ملتی ہے اور اس نصب العین سے اسکا کوئی مقابلہ نہیں ہے بلکہ اسکو بڑھانے والی چیز ہے اور نیکیوں کو نور بنا دینے والا نسخہ یہی ہے کہ ہر نیکی کی نیت میں اللہ تعالیٰ کی محبت اثر انداز ہو یعنی نیکیاں دراصل اللہ کی محبّت سے پھوٹیں۔ وہ چیزیں جو نور سے پھوٹتی ہیں وہ نور ہی رہیں گی اور یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ کثیف ہو جائیں۔ پس اس پہلو سے آپکو مختصراً نصیحت یہی ہے کہ جب یہ آپ کو ائف سنیں گے اور قربانیوں کی دوسری تحریکیں بھی آپ کے سامنے پیش کی جائیں گی تو ہمیشہ اللہ کی محبت کو اپنے دل میں پہلا مرتبہ دے کر اور اس کے حوالے سے قربانیوں کیلئے اپنے آپ کو تیار کریں۔ پھر خدا کے فضل سے آپکی قربانیوں میں کبھی رخنہ نہیں آئے گا اور بے حد ایسی برکتیں شامل ہو جائیں گی جن کا آپ تصوّر بھی نہیں کر سکتے یعنی اجرِ کریم آپ کو عطا کیا جائے گا۔

رپورٹیں بھجوانا ضروری ہیں

وقفِ جدید کا یہ اکیالیسواں (۴۱) سال ہے اور یکم جنوری ۱۹۹۷ء سے بیالیسویں سال میں داخل ہونے والے ہیں۔ رپورٹوں کے معاملے میں گزشتہ سال بھی یہ شکایت تھی کہ بہت سے ممالک سُست رفتاری سے رپورٹیں بھجواتے ہیں اور بسا اوقات ایسے ممالک بھی ہوتے ہیں جہاں جدید ترین طریقے رسل و رسائل کے مہیا نہیں ہیں اس لئے جو نسبتاً بعد میں شامل ہونے والے ممالک ہیں ان کی تربیت میں ابھی زیادہ وقت درکار ہے اور ان کے ہاں وقفِ جدید کا نظام بھی اس طرح جاری نہیں جس طرح پہلے سے شامل ہونیوالے ترقی یافتہ، تربیت یافتہ ممالک میں ہے۔ تو اگرچہ اس وقت جماعتوں کی تعداد یعنی ممالک کی تعداد غالباً ایک سو باون یا اس سے اوپر ہو چکی ہے تو اتنی بڑی تعداد میں سے صرف چھپّن کا رپورٹیں بھجوانا بتاتا ہے کہ کتنا بڑا کام ابھی ہم نے کرنا ہے ان کی تربیت کا اور وقفِ جدید ہی کا ایک یہ مقصد ہے کہ دیہاتی اور نئے غیر تربیت یافتہ ممالک کی تربیت کی جائے۔

پس اس پہلو سے جو بیالیسواں (۴۲) سال ہے اس میں ہم اپنے سامنے ایک کام کا پہاڑ کھڑا ہوا دیکھتے ہیں۔ چھپّن ممالک نے رپورٹ بھیجی ہے اور اکثر جنہوں نے نہیں بھیجی یا تو کام بہت معمولی ہوا ہے یا ابھی وہ تربیت کے محتاج ہیں۔ تو ان چھپّن ممالک نے تقریباً ایک سو چھپّن کی تربیت کرنی ہے اور یہ جو چندہ ملے گا یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہی مقاصد پر خرچ ہوگا۔ وقفِ جدید میں جو بیرون کا چندہ ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے یہ زیادہ تر ہندوستان اور افریقہ پر خرچ ہوتا ہے۔ اور زیادہ تر کیا تمام تر کہنا چاہیئے ہندوستان اور افریقہ پر خرچ ہوتا ہے۔...

مغربی دنیا میں بھی اب بہت حد تک یہ صلاحیت پیدا ہو گئی ہے کہ اپنے غریب بھائیوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے میں بہت حوصلے اور وسعتِ قلب کے ساتھ حصّہ لیتے ہیں اور کبھی یہ سوال نہیں اٹھایا جاتا کہ اتنا چندہ ہم نے دیا تھا ہم پہ اتنا کیوں خرچ نہیں ہوا، اتنا بڑا حصّہ دوسرے ممالک کو کیوں دے دیا گیا یہ سوچ ہی بیمار سوچ ہے جو احمدیت میں خدا کے فضل سے پنپنے کی گنجائش ہی نہیں رکھتی، توفیق ہی نہیں رکھتی۔ ایک آدھ ملک میں جب یہ بیماری پیدا ہوئی اور میں نے اسی وقت ان کو پکڑا تو اس کے بعد وہ بالکل اس طرح مٹ گئی جیسے ان کی جڑیں اکھیڑ دی گئی ہوں پھر کبھی اس وہم نے ان کے خیالات میں پراگندگی پیدا نہیں کی۔

یاد رکھیں چندے خُدا کی خاطر ہیں

تو اس کو بھی آپ یاد رکھ لیں کہ ہمارے چندے خدا کی خاطر ہیں اور یہ ساری دنیا خدا نے پیدا کی ہے۔ اسلام عالمگیر مذہب ہے اسلام کے تقاضے، ضرورت کے تقاضے دنیا میں کہیں بھی پیدا ہوں گے۔ پس یہ بحث نہیں ہے کہ چندہ کس

نے دیا ہے اور کہاں خرچ ہونا چاہیئے ۔ یعنی کس نے دیا ہے کی بحث نہیں ہے اور یہ بحث نہیں ہے کہ جس نے دیا ہے اسی پر خرچ کیا جائے ۔ یہ بحث ضرور رہے گی کہ اس وقت عالمی تقاضوں کے لحاظ سے کس ملک کو زیادہ ضرورت ہے اور کون سا ملک ہے جو تیز رفتاری کے ساتھ سچائی کی طرف متوجہ ہو رہا ہے اور اسی نسبت سے اس کی ضرورتیں بڑھ رہی ہیں ۔ پس خرچ میں ہمیشہ جماعت احمدیہ نے اس بات کو راہنما رکھا ہے اور یہ بات بے تعلق سمجھی ہے اور ہمیشہ بے تعلق سمجھی جائے گی کہ کس نے زیادہ دیا تھا اور کس نے کم دیا تھا ۔ ضرورت جہاں زیادہ ہے وہاں زیادہ خرچ کیا جائے گا اور ہمیشہ یہی ہوتا رہا ہے ۔

ڈش اینٹیناز کی ضرورت

پس اب صورتِ حال یہ ہوگئی ہے کہ بیرونی دنیا کا چندہ پاکستان بنگلہ دیش اور ہندوستان کے چندوں سے اب خدا کے فضل سے بہت بڑھ چکا ہے اور عین اس وقت یہ برکت ملی ہے جبکہ ضرورت بہت شدید ہوگئی تھی ۔ مثلاً ابھی میں نے افریقہ کے ممالک کا دورہ کروایا ہے تو پتہ چلا کہ بہت بڑی بڑی جماعتیں ہیں جن سے ابھی تک ہمارا ڈش انٹینا کے ذریعہ بھی رابطہ نہیں ہوسکا اور جو نمائندے میرے گئے انہوں نے محنت کی بہت دور دراز کے گہرے علاقوں میں گئے اور بعض رپورٹوں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ دیکھ کر اس طرح ان کے چہرے چمک اُٹھے کہ اچھا ہمارا بھی خیال ہے ان کو ۔

لیکن ایک خوشکن بات جو سب جگہ دکھائی دی وہ یہ تھی کہ ایسے علاقے جن میں کثرت سے بیعتیں ہوئی تھیں اور دو تین سال پہلے ہوئی تھیں جب وہاں رابطہ کیا گیا تو تمام تر احمدیت پر قائم تھے اور بڑے خلوص سے قائم تھے اور انہوں نے کھلم کھلا یہ کہا کہ ہم نے تو سچ سمجھ کر قبول کیا ہے اگر آپ ہماری طرف توجہ نہ بھی کرتے تو احمدیت پر ہم نے قائم ہی رہنا تھا مگر ہمیں پورا پتہ ہی نہیں کہ احمدیت ہے کیا ، تفاصیل کا علم نہیں ہے اس لئے آپ کا فرض تھا ہمیں پوچھتے اور ہماری ضروریات پوری کرتے ۔ چنانچہ ان سب جگہوں میں ایک تو میں نے یہ ہدایت کی کہ ڈش انٹیناز لگائے جائیں کثرت کے ساتھ اور مرکزی انتظام کے تابع روزانہ اس علاقے کے باشندے ایک جگہ اکٹھے ہوسکیں ۔

اور دوسرا یہ کہ وہاں ان کیلئے بڑی مساجد بننی چاہئیں ۔ ایسے مراکز بننے چاہئیں جہاں ان کی تربیت کا انتظام ہو اور انہی میں سے مبلغین بنائے جائیں اور پھر ان کو انہی علاقوں میں مستقل جگہوں پہ مقرر کر دیا جائے ۔ یہ ضرورتیں جو ہیں یہ اتنی زیادہ ہیں کہ جس علاقے میں یعنی افریقہ میں جہاں دس لاکھ سے اوپر احمدی ہوئے ہوں ایک سال میں وہاں آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ انکی کم سے کم ضرورتیں پوری کرنے پر بھی کتنے خرچ کی ضرورت ہوگی اور چونکہ پچھلے سال یہ خرچ بہت بڑھے اس لئے میرے دل میں یہ فکر تھی ، میں بار بار ان سے پوچھتا تھا

کہ وقفِ جدید کے چندے میں سے کتنا باقی رہ گیا ہے اور نئی ضرورتیں پوری کرنے کیلئے ہم کہاں کہاں سے روپیہ سمیٹ سکتے ہیں۔

سرِفہرست قربانی امریکہ کی ہے

اب خدا تعالیٰ نے کس طرح مدد فرمائی ہے اور جس ملک کے ذریعے مدد فرمائی ہے اس ملک کی انتظامیہ کے بھی خواب و خیال میں نہیں تھا کہ یہ عظیم کارنامہ خدا ہمارے ہاتھوں سرانجام دلوائے گا۔ چنانچہ سرفہرست آج اس سال کی قربانی میں امریکہ ہے اور اتنی عظیم وقفِ جدید میں قربانی کی توفیق ملی ہے کہ امیر صاحب جب فون پہ مجھے بتا رہے تھے تو کہتے تھے میں تو حیران ہوں کہ کیا ہوا ہے۔ میرے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ خاموشی کے ساتھ اتنا روپیہ اکٹھا ہو چکا ہوگا کہ جب وہ رپورٹ پیش ہوئی تو میرے دل میں ایک ہیجان برپا ہوگیا کہ ہوا کیا ہے۔ اب آپ سوچیں پہلی بات تو یہ دیکھیں کہ خدا تعالیٰ نے ہر چندے میں، ہر ملک میں برکت ڈالی ہے اور امسال گزشتہ سال کے مقابل پہ بہت زیادہ عطا کیا ہے۔

وعدہ جات کے لحاظ سے جو ۹۶ء کے وعدہ جات ہیں وہ چار کروڑ تینتیس لاکھ انتالیس ہزار تین سو باون روپے بنتے ہیں۔ ۹۶ء کا یہ جو سال گزر رہا ہے ابھی، وعدہ جات چار کروڑ اور تینتیس لاکھ۔ وصولی سات کروڑ بائیس لاکھ ستائیس ہزار آٹھ سو چھپّن۔ اب یہ کیسے ہو گیا کچھ سمجھ نہیں آرہی کیونکہ وقفِ جدید کے وعدے آگے ہوتے تھے وصولی پیچھے پیچھے جایا کرتی تھی۔ اور سٹرلنگ میں یہ وعدے چھ لاکھ چھپن ہزار ایک سو بہتّر پاؤنڈ تھے جبکہ کل وصولی دس لاکھ چورانوے ہزار تین سو اکسٹھ پونڈ ہے۔ اور ایک نیا سنگِ میل جو اس سال رکھا گیا ہے وہ امریکہ کی طرف سے ہے۔ تمام دنیا کی وصولی، سارے یورپ کی وصولی ملا کر، پاکستان ہندوستان، بنگلہ دیش کی وصولی ملا کر دس لاکھ چورانوے ہزار تین سو اکسٹھ پاؤنڈ ہے۔

اب یاد رکھ لینا اچھی طرح ساری دنیا کی وصولی دس لاکھ چورانوے ہزار تین سو اکسٹھ پاؤنڈ ہے۔ اس میں سے امریکہ کی وصولی اس میں پانچ لاکھ چونسٹھ ہزار ایک سو اکسٹھ پاؤنڈ ہے۔ یعنی تمام دنیا کے چندوں سے وہ اکیلا آگے بڑھ گیا ہے۔ پچھلے سال میں انکی تعریف کر رہا تھا کہ انہوں نے جرمنی کو بھی شکست دے دی، پاکستان سے بھی کچھ قدم آگے نکل گئے لیکن قریب قریب کی دوڑ تھی۔ اب وہ اتنا پیچھے چھوڑ گئے ہیں کہ باقی لوگ اب بس ان کیلئے دعائیں ہی کریں گے اور اس سے زیادہ وہ کچھ نہیں کر سکتے اب۔ اور امریکہ کی اپنی کیفیت یہ ہے کہ آج سے دس سال پہلے یعنی میری ہجرت کے آنے کے دو سال بعد تک بلکہ تقریباً تین سال بعد تک ان کا کل چندہ سارے امریکہ کا اتنا ہی تھا جتنا آج وقفِ جدید کا ہے۔ اور جب انہوں نے بتایا تو میں نے فوراً پوچھا میں نے

کہا مجھے تو جہاں تک یاد پڑتا ہے نو لاکھ چھتیس ہزار ڈالر آپ کا کل چندہ بھی نہیں تھا۔ تو پھر امیر صاحب نے اس کو باقاعدہ جائزہ لے کر اعداد و شمار کا اس بات کی تائید کی ہے، اسکی توثیق فرمائی ہے کہ ہمارا کل چندہ دس سال پہلے اتنا نہیں تھا۔

اور یہ توفیق کیسے بڑھی۔ سوال یہ ہے کہ یہی لوگ تھے، اسی قسم کے لوگ تھے جو پہلے بھی امریکہ میں رہا کرتے تھے، مالی حالات بعض دفعہ ضروری نہیں کہ ہمیشہ وقت کے ساتھ آگے بڑھیں بعض دفعہ پیچھے بھی چلے جاتے ہیں چنانچہ ڈاکٹر جو وہاں سب سے زیادہ امیر طبقہ ہے ان کے مالی حالات پہلے سے خراب ہوئے ہیں۔ ایک زمانے میں تو امریکہ میں ڈاکٹر ہونا سونے کی کان کا مالک ہونا تھا لیکن اب بہت سی تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں۔ ڈاکٹروں کی آمد میں کمی آئی ہے۔ لیکن ان کے چندوں میں اضافہ ہوا ہے۔ تو جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک عمومی سا وعدہ تھا کہ ہم بڑھائیں گے اب یہ نکتہ بھی سمجھ آیا کہ تمہاری توفیق مالی ہی نہیں بڑھائیں گے بلکہ تمہارے حوصلے بھی بڑھائیں گے، اپنی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق میں وسعت دیں گے اور کبھی بھی تمہیں پیچھے نہیں جانے دیں گے۔ جو تم آگے قدم اٹھا چکے ہو اس سے اور آگے بڑھو گے، واپسی کی طرف نہیں دھکیلے جاؤ گے اور کوئی ایسے حالات پیدا نہیں ہوں گے جو تمہیں مجبور کر دیں کہ پہلے سے کم ہو جاؤ۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ جو خدا کا سلوک ہے دنیا کی ہر اس جماعت سے ہے جو مالی قربانی میں آگے بڑھتی ہے، حوصلہ کرتی ہے اور اچانک اسکی توفیق بڑھ جاتی ہے۔

وقفِ جدید کے تعلق میں تعداد بڑھانے کی طرف توجہ بہت زیادہ دیں

اب جہاں تک تفصیلات کا تعلق ہے سب تفاصیل تو اس وقت پیش کرنا پیشِ نظر نہیں ہے مگر مختصر موازنہ میں عرض کرتا ہوں۔ گزشتہ سال ۱۹۹۵ء میں پانچ لاکھ ستتّر ہزار سات سو نوّے پاؤنڈ کا وعدہ تھا امسال ۱۹۹۶ء میں چھ لاکھ پچپن ہزار ایک سو بہتّر پاؤنڈ کا وعدہ تھا۔ وعدہ کے لحاظ سے اضافہ ستتّر ہزار تین سو بیاسی پاؤنڈ ہوا۔ وصولی کے لحاظ سے گزشتہ سال چھ لاکھ ستّر ہزار نو سو تیرہ پاؤنڈ کی وصولی تھی۔ امسال خدا کے فضل سے دس لاکھ چورانوے ہزار تین سو اکسٹھ پاؤنڈ کی وصولی ہے۔ جس میں سب سے زیادہ حصہ امریکہ نے لیا۔ تعداد کے لحاظ سے بھی بہت برکت ملی ہے۔ میں پہلے بھی بارہا عرض کر چکا ہوں کہ وقفِ جدید کے تعلق میں تعداد بڑھانے کی طرف توجہ بہت زیادہ دیں۔

چندوں اور جماعتی ضروریات میں مسابقت کی دوڑ

مالی ضرورتیں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ثابت بھی کر کے دکھایا ہے اللہ تعالیٰ آپ ہی کچھ کرتا رہتا ہے ہمیں تو پتہ بھی نہیں لگتا۔ یاد دہانی کراؤ نہ کراؤ اب تو یہ حال ہو گیا ہے کہ از خود ہی دلوں میں ایسی

تحریک اٹھ جاتی ہے اور انتظامیہ کو خدا تعالیٰ ایسی ہمت عطا فرما دیتا ہے کہ چندے جتنی ضرورت ہے وہ مل ہی جاتے ہیں۔ اور اب تو بعض دفعہ لگتا ہے ضرورت سے آگے بڑھ رہے ہیں لیکن جب سال ختم ہوتا ہے تو ضرورت پھر چندوں سے جا ملتی ہے۔ تو یہ بھی ایک مسابقت کی دوڑ ہو رہی ہے جماعت کے چندوں اور جماعت کی ضروریات میں۔ تو گزشتہ سال وصولی کا جہاں تک تعلق ہے چھ لاکھ ستّر ہزار تھی۔ دس لاکھ چورانوے ہزار اس دفعہ ہوئی اور تعداد کے لحاظ سے گزشتہ سال ایک لاکھ چھیالیس ہزار چار سو باسٹھ افراد تھے اور امسال ایک لاکھ اٹھ سٹھ ہزار چار سو ترانوے افراد ہیں جو شامل ہوئے ہیں۔ پس خدا تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ بہت بڑی تعداد' ہزارہا کی تعداد میں ایسے دوست پیدا ہوئے ہیں جن کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا چسکا پڑ گیا ہے کیونکہ جو ایک دفعہ خرچ کرے وہ پھر پیچھے نہیں ہٹا کرتا' اس کو واقعتاً چسکا پڑ جاتا ہے۔

دس سال پہلے' میں نے جیسا کہ بیان کیا تھا' امریکہ کا کل بجٹ آٹھ لاکھ پینتیس ہزار تھا اور اب وقفِ جدید کا بجٹ نو لاکھ چھتیس ہزار آٹھ سو ڈالر ہو چکا ہے اور انہوں نے اتنی احتیاط سے اعداد و شمار اکٹھے کئے ہیں' کہ ساتھ تیس سینٹ بھی لکھا ہوا ہے' نو لاکھ چھتیس ہزار پانچ سو آٹھ ڈالر تیس سینٹ۔ تو خدا تعالیٰ نے بہت برکت دی ہے جماعت کے اخلاص میں اور کوششوں میں اور صرف ان باتوں ہی میں نہیں باقی بہت سی اور باتوں میں بھی خدا کے فضل سے امریکہ کا قدم ترقی کی طرف ہے اور ہونا بھی ایسا چاہیئے تھا کیونکہ امریکہ دنیا کے امیر ترین ممالک میں سے ہے۔ اور وہاں ابھی بھی ایسے احمدی موجود ہیں جن کو اگر آمادہ کیا جائے کچھ اور خدا کی راہ میں خرچ کرنے پہ تو اللہ تعالیٰ ان کے دل کی توفیق بھی بڑھائے گا اور ان کی مالی توفیق اس وقت بھی ان چندوں سے پیچھے ہے کیونکہ اسی قسم کے حالات کے لوگ بکثرت موجود ہیں اور جب ہم موازنہ کرتے ہیں تو انہی میں سے بعض ایسی حیرت انگیز قربانیاں کرنے والے اُبھرے ہیں کہ یہ سوچ ہی نہیں سکتا کہ توفیق ہو ہی نہ اور قربانیاں دے رہے ہوں اور جنہوں نے بھی دیں ان کے مالوں میں کمی کہیں نہیں آئی' برکت ہی ہے جو بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ تو آج امریکہ سب دنیا کی جماعتوں میں صفِ اوّل پر کھڑا ہے۔ اگر پاؤنڈوں میں اس کا حساب کیا جائے تو پانچ لاکھ چونسٹھ ہزار ایک سو اکسٹھ پاؤنڈ ان کا چندہ وصولی ہے جبکہ سب دنیا کی جماعتوں کی اتنی وصولی نہیں۔

پاکستان دوسرے اور جرمنی تیسرے نمبر پر

دوسرے قدم پہ پاکستان ہے اور تیسرے پر جرمنی ہے۔ برطانیہ کو چوتھی پوزیشن حاصل ہے جو غالباً ایک عرصے سے چلی آ رہی ہے اور کینیڈا کو پانچویں پوزیشن حاصل ہے۔ اب برطانیہ اور کینیڈا کا فرق تھوڑا رہ گیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جس رفتار سے کینیڈا مسلسل برطانیہ کے قریب آ رہا ہے بعید نہیں کہ اگلے سال آگے نکل جائے۔ ہندوستان

چوبیس ہزار پانچ سو ستائیس پاؤنڈ وصولی ہے جو ہندوستان کے لحاظ سے بہت تعجب انگیز ہے۔ چودہ لاکھ چونسٹھ ہزار روپے انہوں نے دیئے جو ہندوستان کے پرانے زمانوں کے چندوں کے لحاظ سے جو دس سال پہلے کے جو چندے اس میں اتنے بنتے نہیں تھے انکے، تو امریکہ کی طرح ہندوستان کو بھی خدا تعالیٰ اپنی راہ میں خرچ کرنے کی بہت توفیق عطا فرما رہا ہے۔

انڈونیشیا میں سمجھتا ہوں ابھی اپنی توفیق سے پیچھے ہے کیونکہ ہندوستان کے مقابل پر انڈونیشیا کے احمدیوں کے مالی حالات بہت بہتر ہیں۔ تعداد کے لحاظ سے جو فرق پڑا ہے وہ ہندوستان کی تبلیغ کے نتیجے میں فرق پڑا ہے ورنہ پہلے تعداد کے لحاظ سے بہت زیادہ فرق نہیں تھا۔ تقریباً انڈونیشیا کی جماعتیں ہندوستان کی تعداد کے مقابل پر نصف تھیں بلکہ نصف سے کچھ زیادہ اور چندوں میں اتنا فرق کہ وقفِ جدید میں ہندوستان نے ساڑھے چوبیس ہزار پاؤنڈ پیش کئے، انڈونیشیا نے صرف آٹھ ہزار چھ سو نوے۔ تو یہ صاف پتہ چل رہا ہے کہ وہاں ابھی تک ہمارے نظامِ جماعت میں پوری بیداری نہیں اور پورا انتظام نہیں ہے ورنہ امریکہ یا ہندوستان کے مقابل پر انڈونیشیا کی جماعت کی اخلاص کی حالت پیچھے نہیں ہے۔ بعض دفعہ تو لگتا ہے کہ وہ سب سے زیادہ دنیا میں مخلص ہیں۔ اس قدر مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت اور اسلام سے محبت رکھنے والے لوگ ہیں کہ بہت سے ہیں ان میں جو ذکر کے ساتھ ہی رونے لگتے ہیں، ان کی آنکھوں سے بے اختیار محبت کے آنسو بہنے لگتے ہیں۔

انتظام کو بہتر بنائیں

تو جہاں اخلاص موجود ہو وہاں اگر قربانی میں لوگ پیچھے رہ رہے ہوں تو یقین جانیں کہ انتظامیہ کی خرابی ہوا کرتی ہے۔ ایسے علاقوں میں جہاں بھی میں نے انتظامیہ بدلائی ہے اور انکو توجہ دلائی ہے تو فوری طور پر جماعت نے اپنی قربانیوں کو بہت آگے بڑھا دیا۔ پس اس پہلو سے امریکہ کی انتظامیہ بھی دعا کی مستحق ہے، اس معنی میں جزاء کی مستحق کہ ہم بھی انکے لئے دعا کریں کہ انہوں نے اپنے انتظام کو بہت بہتر بنا لیا اور جماعت کے اخلاص کو جو موجود تھا اس کو اب اس راہ میں گویا جیسے جوت دیا جائے اس طرح اخلاص کو پہلے سے بڑھ کر جوتا جا رہا ہے۔ ماریشس اپنی تعداد کے لحاظ سے قربانی میں ہمیشہ بہتر ہوتا ہے مگر امسال وقفِ جدید میں اتنی نمایاں بہتری نظر نہیں آئی کیونکہ بلجیم جو اسکے مقابل پر ایک چھوٹی سی جماعت ہے جو ابھی نئی نئی بن رہی ہے گویا کہ ماریشس اور بلجیم کا چندہ تقریباً برابر ہے۔ ماریشس کا چار ہزار نو سو سترہ اور بلجیم کا چار ہزار آٹھ سو سینتیس۔ ناروے جو چھوٹے ممالک میں سے آگے بڑھنے والا ایک ملک ہے۔ ناروے خدا کے فضل سے چار ہزار چھ سو بانوے پاؤنڈ چندہ وقفِ جدید میں دے کر دسویں نمبر پہ رہا ہے

فی کس مالی قربانی میں بھی امریکہ اوّل

فی کس مالی قربانی کے لحاظ سے بھی باوجود اس کے کہ امریکہ میں چندہ دہندگان کی تعداد بہت بڑھائی گئی، بہت بڑھائی گئی ہے اس دفعہ، پھر بھی مالی قربانی کو اگر تقسیم کیا جائے فی چندہ دہندہ تو امریکہ باقی سب ملکوں سے آگے نکل گیا ہے۔ اس سے پہلے جاپان اور سوئٹزرلینڈ کے درمیان بات رہا کرتی تھی۔ شروع میں جاپان آگے تھا پھر سوئٹزرلینڈ نے وہ جگہ لے لی اور گزشتہ دو چار سال سے سوئٹزرلینڈ نے قبضہ کیا ہوا تھا کہ فی کس چندہ دہندہ قربانی میں ہم دنیا میں کسی کو آگے نکلنے نہیں دیں گے اور اب دیکھیں کتنا فرق پڑ گیا ہے۔ امریکہ میں فی کس قربانی کا معیار اب ایک سو چوبیس پاؤنڈ اور سات پینی بنتا ہے۔ اور سوئٹزرلینڈ میں سترّ پونڈ ستانوے پینی۔ تو اس پہلو سے بھی بہت آگے بڑھ گیا ہے خدا کے فضل سے امریکہ فی کس چندہ دہندہ کی مالی قربانی کے لحاظ سے۔ اور جاپان اکتیس پاؤنڈ تیس پینی کے چندے کے ذریعہ نمبر تین پر آیا ہے اور بلجیم اللہ کے فضل کے ساتھ انیس پاؤنڈ تینتالیس پینی دے کر چوتھی پوزیشن حاصل کر گیا ہے اور جرمنی پانچویں پوزیشن پر گیارہ پاؤنڈ پچاس پینی فی کس کے لحاظ سے دیکھیں اللہ کے فضل سے اعزاز حاصل کر گیا۔ لیکن جرمنی کے متعلق میں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ خدا کے فضل سے ان کے چندے اتنے متوازن ہیں اور بالعموم مالی قربانی میں ساری جماعت کثرت سے حصہ لے رہی ہے اس لئے وہاں یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک ہی تحریک میں غیر معمولی طور آگے نکل جائیں۔ جن ممالک نے مثلاً امریکہ نے اپنے لئے یہ ایک ٹارگٹ پہلے سے بنا رکھا تھا کہ دنیا میں ایک چندے میں تو ہم نے باقی سب کو لازماً پیچھے چھوڑنا ہے، اس اخلاص کی نیت کو خدا نے یہ پھل دیا ہے کہ وہ اتنا آگے نکل گئے کہ انکے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ اتنا آگے جا سکتے ہیں۔ مگر جرمنی کو یہ کہنا کہ تم وقفِ جدید میں بھی ان سے مقابلہ کر کے آگے نکلنے کی کوشش کرو یہ میرے نزدیک مناسب مطالبہ نہیں ہے کیونکہ عموماً جرمنی کی جماعت اتنی بڑی قربانی دے رہی ہے کہ اسکی وجہ سے خدا کے فضل سے بہت سے دوسرے ممالک کی ضروریات پوری ہو رہی ہیں اور جرمنی میں بھی جو بڑھتی ہوئی ضروریات ہیں ان میں جرمنی خود کفیل ہے۔

پاکستان میں ربوہ چندہ بالغان میں اوّل

بالغان کے چندے کی جو دوڑ ہوا کرتی ہے پاکستان کے اندر ان میں ربوہ خدا کے فضل سے اوّل رہا ہے، کراچی دوم اور لاہور سوم۔ جہاں تک اضلاع کے مقابلے کا تعلق ہے پاکستان کے اضلاع کو معلوم ہونا چاہئیے کہ ان کی آپس کی دوڑ میں اب ان کی کیا پوزیشن ہے۔ راولپنڈی فرسٹ ہے جو میرے لئے تعجب کی بات ہے کیونکہ میں سمجھا کرتا تھا کہ راولپنڈی ان باتوں میں کافی پیچھے ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نئی تحریک وہاں اٹھی ہے جس کی وجہ سے خدا کے فضل سے راولپنڈی کی جماعت کو یہ اعزاز مل گیا کہ وہ سارے پاکستان میں ضلعی لحاظ سے اوّل آئی ہے اور

سیالکوٹ نمبر دو۔ یہ بھی تعجب کی بات ہے کیونکہ سیالکوٹ تو کافی نکما ہو گیا تھا بے چارہ۔ اب معلوم ہوتا ہے اُٹھ رہے ہیں کچھ آگے بڑھ رہے ہیں۔ جو سیالکوٹی میرے سامنے بیٹھے ہیں وہ مسکرا رہے ہیں کہ شکر ہے ہماری بات بھی آ گئی کہیں فیصل آباد نمبر تین پہ ہے اور اسلام آباد نمبر چار پہ۔ اسلام آباد کیلئے قابلِ شرم ہے کیونکہ بڑی منظم جماعت اور مالی لحاظ سے بھی اچھی متوسط جماعت ہے۔ فیصل آباد ان کو پیچھے چھوڑ جائے، سیالکوٹ پیچھے چھوڑ جائے یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔ گوجرانوالہ ماشاء اللہ ہمت کر کے آگے آیا ہے پانچویں نمبر پہ آ گیا ہے۔ گجرات چھٹے نمبر پہ ہے اور سرگودھا ساتویں نمبر پہ اور شیخوپورہ آٹھویں نمبر پہ اور کوئٹہ نویں پہ اور عمرکوٹ سندھ دسویں نمبر پہ۔ یہ جو اضلاع ہیں نچلے مرتبے کے اضلاع ہیں، ان میں مَیں سمجھتا ہوں کہ ابھی بہت گنجائش موجود ہے۔ سیالکوٹ میں بھی ہے، فیصل آباد میں بھی ہے، اسلام آباد میں تو ہے ہی، گوجرانوالہ، گجرات وغیرہ یہ سارے وہ اضلاع ہیں جو مَیں نظری طور پر جانتا ہوں کہ جتنی خدا نے ان کو تعداد عطا کی ہے احمدیوں کی اور جو مالی توفیق بخشی ہے عین اس کے مطابق چندے دکھائی نہیں دے رہے

چندہ اطفال میں لاہور اوّل

دفتر اطفال میں لاہور خدا کے فضل سے اوّل آ گیا ہے، ربوہ دوم ہے، اور کراچی سوم۔ یہ تو ہے وقفِ جدید کی رپورٹ۔

میں اس وقت ہندوستان کی جماعتوں کو جو اس وقت جلسے میں بطور خاص اس جمعہ میں حاضر ہیں جو سمجھتے ہیں کہ یہ جمعہ تو بالخصوص ہمارے لئے وقف ہے ان کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ وقفِ جدید کے کام کو آپ وہاں تیزی سے بڑھائیں اور منظم کریں کیونکہ آپ کی اکثر تبلیغ اس وقت وقفِ جدید کے ذریعے ہو رہی ہے اور بہت سی پھیلتی ہوئی نئی ضرورتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقفِ جدید نے سنبھال رکھا ہے تو اس کو اہمیت دیں۔ اور جن اضلاع میں آپ کی تبلیغ کے لحاظ سے کمزوری ہے انکی فہرست میں پڑھنا نہیں چاہتا اس وقت انکی طرف متوجہ ہوں اور وقفِ جدید کے نظام کو جو بیرونی طاقت مل رہی ہے باہر سے ٹیکہ مل رہا ہے یہ کوشش کریں کہ آپ اپنے پاؤں پہ کھڑے ہو کر اس مدد سے مبرّا ہو جائیں اس مدد کے محتاج نہ رہیں۔

یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ قادیان ہی نے تو سب دنیا کو دینی ضرورتوں کے لحاظ سے پالا ہے۔ ہندوستان ہی کو لمبے عرصے تک یہ فخر حاصل رہا ہے کہ جب باہر کی دنیا چندوں سے تقریباً ناآشنا تھی تمام دنیا کی ضرورتیں ہندوستان پوری کرتا تھا۔ پھر پاکستان نے ہجرت کے بعد یہ عظیم خدمت اپنے ہاتھوں میں لی، خوب سنبھالا، خوب حق ادا کیا۔ تو ہندوستان کے تعلق میں چونکہ پرانی غیرتیں ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہندوستان میں پیدا ہونا ہے اس محبت کے تقاضے کے طور پر میری دلی خواہش یہی رہتی ہے کہ ہندوستان کو پھر وہ پرانی عظمتیں نصیب ہو جائیں۔ تو اس پہلو سے وقفِ جدید بھی ایک ذریعہ بن گئی ہے ہندوستان کی پرانی کھوئی ہوئی عظمتوں کو واپس حاصل

کرنے کا تو اس کی طرف آپ متوجہ ہوں اور اللہ توفیق عطا فرمائے کہ آپ کے اندر کثرت کے ساتھ وہ ولی پیدا ہو جائیں جن ولیوں کا حضرت مصلح موعود نے وقفِ جدید کے تصور میں ذکر فرمایا ہے۔

وقفِ جدید کا ولایت سے تعلق

وقفِ جدید کا تعلق ولایت سے حضرت مصلح موعودؓ نے رکھا اور جو نقشہ کھینچا ہے اپنے اس روحانی خواب کا وہ یہ ہے کہ جگہ جگہ بڑے بڑے اولیاء اور قطب پیدا ہو رہے ہیں۔ دیہات میں اور گاؤں گاؤں میں رازی پیدا ہو رہے ہیں۔ تو وقفِ جدید کی تحریک تو بالکل عمومی، عام سی ایک دنیا کی نہیں دین کے لحاظ سے پسماندہ دیہات کی تحریک تھی مگر جو مقاصد تھے وہ اتنے بلند تھے کہ گاؤں گاؤں میں رازی پیدا ہوں گاؤں گاؤں میں اولیاء اللہ اور قطب پیدا ہونے شروع ہو جائیں۔ اور فرمایا آغاز ہی میں آپ نے جو نقشہ کھینچا اپنے دل کا، فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ وقفِ جدید کے ذریعے گاؤں گاؤں اولیاء اللہ پیدا ہوں اور اس وجہ سے میں چاہتا ہوں کہ میں خود نگرانی کروں اور باقی تنظیمیں ہیں انکی طرح نہیں بلکہ براہ راست معلمین پر نظر رکھوں، ان سے رابطہ رکھوں۔ اور جب تک صحت نے توفیق دی آپ بہت حد تک یہ کام کرتے رہے پھر وہ توفیق نہ رہی کیونکہ بہت بیمار ہو گئے تھے مگر یہ آپکے ارادے اور خواہشات تھیں

پس اس پہلو سے میں سمجھتا ہوں کہ صدیقیت کا جو ذکر میں نے کیا ہے قرآن کریم کی آیت میں یہ وہی صدیقیت والا نقشہ ہے جو حضرت مصلح موعود کے ذہن میں پیدا ہوا۔ وہی خواب ہے جو آپ نے دیکھا تھا۔ وقفِ جدید کا ولایت سے تعلق قائم کرنا اور تعلق قائم رکھنا ضروری ہے۔ آج ہی سوال وجواب کی مجلس میں کسی نے یہ سوال چھیڑا تو میں نے کہا دیکھیں ہم ولی تو نہیں پیدا کر سکتے کیونکہ ولایت تو صرف اللہ عطا کرتا ہے۔ صدیق بھی کوئی زور بازو سے نہیں ہو سکتا اللہ ہی عطا کرتا ہے مگر لوگوں کو یاد دلانے رہنا چاہئیے یہ کام ہمارا فرض ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ وقفِ جدید کو پہلے سے بڑھ کر اس طرف متوجہ ہونا چاہئیے کہ اپنے تمام کارکنوں پر نظر رکھیں اور یہ دیکھیں کہ جن جماعتوں میں وقفِ جدید کا کام ہو رہا ہے وہاں اولیاء اللہ پیدا ہو رہے ہیں کہ نہیں۔ پس اگر یہ مطمعٔ نظر بنا رہے تو میں امید رکھتا ہوں کہ پھر زیادہ بیدار مغزی کے ساتھ، اپنے ذہن میں اس مقصد کو حاضر رکھتے ہوئے زیادہ امکان پیدا ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور ایسے بندے اسکی نگاہ میں آجائیں اور اسکا وہ قرب حاصل کریں جسے ولایت کہا جاتا ہے۔

مشرقی یورپ کیلئے نئی تحریک

جہاں تک یورپ کی نئی ضرورتوں کا تعلق ہے اس میں وقفِ جدید کا کوئی خرچ نہیں ہو رہا اور نہ نئی تحریک میں میں نے یہ ذکر کیا تھا کہ یورپ میں بھی خرچ کیا جائے مگر وہ ضرورتیں بالعموم خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ چندوں سے پوری ہو رہی ہیں اور جماعت یورپ جو اپنے چندے بڑھا رہی ہے اس کے ساتھ اکثر ان کی بڑھتی ہوئی ضرورتیں پوری ہو رہی ہیں۔ مگر مشرقی یورپ میں ابھی تک جو مشن ہاؤسز کا قیام یعنی جماعتی مراکز کا قیام، نئی مسجدیں بنانا یہ ایسے کام ہیں جن کیلئے اب ہمیں نئی مالی ضرورت درپیش ہے اور یہ چونکہ ایسی ضرورت نہیں ہے جو مستقل چندے کی شکل میں جماعت سے طلب کی جائے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ کبھی کبھار

اچانک پیدا ہونے والی ضرورتوں کیلئے کوئی تحریک کی جاسکتی ہے اور وہی کافی ہوگی۔

اس وقت جو ہمیں زیادہ ضرورت ہے وہ البانیہ میں ہے جہاں بکثرت احمدیت پھیلی ہے۔ اسی طرح وہ دوسرے مشرقی ممالک جہاں خدا تعالیٰ کی طرف سے توجہ ہو رہی ہے ان میں البانین سپیکنگ دوسری قومیں، دوسرے ممالک میں بستی ہیں پھر بوزنینز ہیں انکی طرف بھی بہت توجہ ہے، انکی بھی بہت توجہ ہے۔ ان سب کا بنیادی حق ہے کہ وہاں مساجد بنائی جائیں، وہاں مراکز قائم کئے جائیں، وہاں تربیتی اجتماعات کا مستقل انتظام ہو اور انہی میں سے معلم تیار کئے جائیں۔

پس اس سال کیلئے میں جماعت کے سامنے پندرہ لاکھ ڈالر کی تحریک کرتا ہوں اور جیسا کہ میں نے آپ سے پہلے بھی عرض کیا تھا میں نے یہ نیت کی ہے اللہ تو یہ توفیق عطا فرما دیتا ہے کہ جو بھی تحریک کروں اسکا سواں حصّہ میں خود دوں۔ اور یہ بتانے کا مقصد ہرگز یہ نہیں کہ میں بتاؤں کہ میں یہ کر رہا ہوں۔ یہ مقصد ہے کہ بعض لوگ بوجھ سمجھتے ہیں کہتے ہیں کہ نئی نئی تحریکیں پیش کی جارہی ہیں انکے دل کی تسلی کے لئے انکو بتا رہا ہوں کہ میں شامل ہوتا ہوں تو تحریک کرتا ہوں ورنہ میں یہ سمجھتا کہ مجھے حق نہیں تھا۔ تو اس پہلو سے میرا تجربہ ہے کہ جب بھی زیادہ تحریکیں کی ہیں خدا نے مالی وسعتیں خود بخود عطا کر دی ہیں تو اس لئے اس معاملے میں مجھے ذرّہ بھی وہم نہیں کہ میں کوئی ایسا بوجھ ڈال رہا ہوں جس کو جماعت اٹھا نہیں سکتی۔ یہ جانتا ہوں کہ جب بھی کوئی مزید تحریک کی جاتی ہے اللہ میری وسعت کو بھی بڑھاتا ہے، آپ کی وسعت کو بھی بڑھاتا ہے۔

تو پھر اگر ضرورت حقہ ہے اور جائز ہے تو تحریک میں کوئی تردّد نہیں ہونا چاہیئے۔ مگر چونکہ عام چندوں کی ذمہ داریاں بہت جماعت نے اٹھا رکھی ہیں اس لئے میں اس تحریک کو بھی بعض دوسری تحریکات کی طرح اس طرح پیش کر رہا ہوں کہ وہ سب احمدی جو عام چندوں میں حسب توفیق حصّہ لے رہے ہیں اور ان کیلئے زیادہ بوجھ اٹھانا ممکن نہیں ہے وہ محض تبرک کی خاطر کچھ نہ کچھ دے کر اسمیں شامل ہو جائیں اور وہ صاحب حیثیت جنکو خدا تعالیٰ نے بڑی توفیق عطا فرمائی ہے وہ اپنی توفیق کے مطابق خود فیصلہ کریں اور وہ زیادہ تر اسکا عمومی بوجھ اٹھانے کیلئے آگے آئیں۔

اور جیسا کہ میرا سابقہ تجربہ ہے یہ انشاء اللہ دیکھتے دیکھتے وعدے وصول ہو جائیں گے اور میں امید رکھتا ہوں کہ پہلے سال دو تہائی اور دوسرے سال اسکا ایک تہائی وصولی کی صورت میں ہمیں مل جانا چاہیئے کیونکہ فوری ضرورت جو اس سال کی ہے وہ ایک ملین کی تو لازماً ہے اور بعد کی اگلے سال کی ضرورت چندوں سے بچت کے علاوہ پانچ لاکھ کے قریب ہوگی۔ اور جس رفتار سے چندے بڑھ رہے ہیں میں سمجھتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ آگے وہ ضرورتیں چندوں ہی سے پوری ہوتی رہیں گی، کسی نئی تحریک کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ اور خاص طور پر اس لئے بھی مجھے

امید ہے کہ یورپ میں جو نئے احمدی ہونیوالے ہیں ان میں خصوصاً البانین نسل کے لوگوں میں مالی قربانی کی روح پائی جاتی ہے۔ اور بعض تو ایسے ہیں جو بڑے زور اور اصرار کے ساتھ پوچھ پوچھ کے کہ باقی کیا دینے ہیں ہم سے وہ سب کچھ لو خود دینے کیلئے آگے آتے ہیں۔ تو بہت ماشاء اللہ حیرت انگیز قربانی کا جذبہ ہے جو البانین نسل کے لوگوں میں پایا جاتا ہے۔ پس جب یہ لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے، جب انکی توفیق بڑھے گی تو یہ بعید نہیں کہ آئندہ چند سالوں میں بجائے اس کے کہ باہر سے مدد لیں خود باہر کے دوسرے علاقوں کیلئے مددگار بن جائیں۔

فضل کے ساتھ ساتھ شکر بھی بڑھنا چاہئے

تو ان امیدوں کے ساتھ ان دعاؤں کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ ان توقعات کے ساتھ جو ہمیشہ اپنے دائروں سے بڑھ کر پوری ہوتی ہیں۔ توقعات کے جو دائرے ہمارے ہوتے ہیں ان میں ہمیشہ ان سے بڑھ کر پوری ہوتی ہیں ہم اللہ کے فضلوں اور احسانات پر پورا توکّل کرتے ہوئے اس نئے سال میں داخل ہوتے ہیں جو وقفِ جدید کا بیالیسواں سال ہے۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ جیسا کہ شکر کا حق ہے شکر کی طرف بھی توجہ آپ کریں گے۔ کیونکہ جب فضل بڑھیں اور شکر پیچھے رہ جائے تو یہ ایک بہت ہی تکلیف دہ توازن کا بگڑنا ہے۔ شکر ساتھ ساتھ بڑھنا چاہئے اور یہ احساس دل پر قبضہ کر لینا چاہئے کہ ایک ایسے محسن سے واسطہ ہے جس کا جتنا بھی شکر کریں اتنا زیادہ احسان ہو جاتا ہے کہ سنبھالا نہیں جاتا۔ اس لئے ہمیشہ ہم پیچھے رہتے ہیں کبھی شکر میں آگے نہیں بڑھ سکتے۔ اور یہ احساس ہی ہے جو شکر کی طاقت بڑھاتا ہے، ذکر کی طاقت بڑھاتا ہے خدا کی یاد میں پیار پیدا کر دیتا ہے۔ تو میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں کے ساتھ جماعت کو ہمیشہ یہی توفیق بخشے گا کہ وہ جیسا کہ شکر کا حق ہے شکر کا حق ادا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی یادوں سے دل کو نور عطا کرتے ہوئے اس میدان میں ہمیشہ آگے بڑھتے چلے جائیں گے۔ (الفضل انٹرنیشنل ۱۴ فروری ۱۹۹۷ء)

نمایاں کامیابی

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے عائشہ عزیز بنت مکرم عزیز اللہ معین الدین آف میامی فلوریڈا نے اس سال نارتھ ایسٹرن سینیئر ہائی سکول سے سے گریجویشن سکول میں اول پوزیشن سے (Validictorian) حاصل کی ہے۔

ان کا GPA گریڈ 5.07 تھا اور انکی SAT سکور 1500 تھی

درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے یہ اعزاز ہر لحاظ سے بابرکت کرے اور انکی یہ کامیابی مستقبل میں مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین۔

☆......☆......☆......☆

تبلیغ کے متعلق
حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ
کا اہم ارشاد

"اے محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلامو! اور اے دین محمد ﷺ کے متوالو! اب اس خیال کو چھوڑ دو کہ تم کیا کرتے ہو اور تمہارے ذمہ کیا کام لگائے گئے ہیں۔ تم میں سے ہر ایک مبلغ ہے اور ہر ایک خدا تعالیٰ کے حضور جوابدہ ہوگا۔ تمہارا کوئی بھی پیشہ ہو۔ کوئی بھی تمہارا کام ہو۔ دنیا کے کسی خطہ میں تم بس رہے ہو۔ کسی قوم سے تمہارا تعلق ہے۔ تمہارا اولین فرض یہ ہے کہ دنیا کو محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف بلاؤ اور ان کے اندھیروں کو نور میں بدل دو اور ان کی موت کو زندگی بخش دو۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ر فروری ۱۹۸۳ء)

ایم ٹی وی احمدیہ پر ایک منظر کو دیکھ کر

رہ حبیب میں سب کچھ نثار کرتے ہیں
ہم ایک بار نہیں باربار کرتے ہیں

بسا کے دل میں محبت کی اک نئی بستی
مکانِ دل کے مکینوں سے پیار کرتے ہیں

وہ اپنے روئے منور کی بے حجابانہ
جھلک دکھا کے بہت بےقرار کرتے ہیں

خدا کا نور برستا ہے لاکلام ان پر
وہ اپنے چہرے کو جب آشکار کرتے ہیں

کسی میں تاب نہیں ہے کہ ان کو دیکھ سکے
جو بے نقاب رخ تابدار کرتے ہیں

وفا و مہر میں یکتائے روزگار ہیں وہ
کہ ہم پہ لطف و کرم بےشمار کرتے ہیں

لگی ہوئی ہیں تری راہ میں مری آنکھیں
مرے نگار ترا انتظار کرتے ہیں

ترے جنون محبت کی بےخودی میں بسر
ہم اضطراب سے لیل و نہار کرتے ہیں

کیا ہوا ہے ترے ساتھ ایک عہد وفا
ہم اپنے "عہد" کو پھر استوار کرتے ہیں

عدو جو اپنی غلط کاریوں پہ نازاں ہیں
وہ حق سے پہلو تہی اختیار کرتے ہیں

خدا بچائے گا ہر ظلم سے تشدد سے
ہم اس کے در پہ ہی آہ و پکار کرتے ہیں

ہمیں کسی سے بھی کچھ نفرت و عناد نہیں
خدا کے واسطے ہم سب سے پیار کرتے ہیں

خدا نے صبر و سکینت دیئے مصائب میں
اسی کے فضل پہ ہم انحصار کرتے ہیں

نہیں کچھ اس کے سوا شاد جنت الفردوس
وہ اپنے بندوں میں تجھ کو شمار کرتے ہیں

(محمد ابراہیم شاد)

یہ جمعہ جس سال کا آغاز کرے گا اس میں جماعت نماز کی طرف متوجہ ہو جائے

نماز میں غیر معمولی محنت کریں۔ ہمارا دین، ہماری دنیا، ہماری زندگی، ہماری جان نماز میں ہے۔ یہ نمازیں ہیں جنہوں نے دنیا کو اسلام کے لئے فتح کرنا ہے۔

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۰/ اکتوبر ۱۹۹۷ء)

(لندن۔ ۱۰/ اکتوبر) : سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج جمعہ مسجد فضل لندن میں پڑھایا۔ تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ خاص جمعہ ہے کیونکہ فرائی ڈے دی ٹینتھ ہے (Friday the 10th) ہے۔ اس پہلو سے امید ہے کہ خدا آج کے دن بھی بہت سے نشان دکھائے گا۔ بہر حال جو بھی خدا کی طرف سے خیرات ملے گی ہم اس پر سجدہ شکر بجالائیں گے۔ حضور نے بتایا کہ ابھی آنے سے پہلے گیمبیا کے امیر صاحب کا جو فون آیا وہ بھی ایک نشان ہے۔ ہر جمعہ خدا ایسے کرشمے دکھاتا ہے جس سے دل مزید سجدہ ریز ہو جاتا ہے۔ گیمبیا میں جو شرارت چل رہی تھی اس کے متعلق پہلے بھی بتایا تھا کہ "الیس اللہ بکاف عبدہ" کے ذریعہ خدا نے بار بار خوشخبری دی۔ اس کے بعد ہر جمعہ تازہ نشان خدا ضرور دکھاتا ہے۔ آج کا نشان حضور نے بتایا کہ وہ سیکرٹری جو بوجنگ کے بعد سخت شرارت کرتا تھا اسے تبدیل کر دیا گیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ چھوٹی بات سہی مگر امید ہے کہ اس کے دوررس نتائج نکلیں گے۔ نشان خواہ چھوٹا سمجھیں یا بڑا سمجھیں۔ اللہ کا فضل اسی کا فضل ہے۔ اس پر ہمیشہ شکر گزار رہنا چاہئے۔

حضور نے فرمایا کہ دو بڑی بڑی جماعتوں کی طرف سے مجھ سے مطالبہ ہوا ہے کہ اس سال ان کے لئے کوئی ایسا ٹارگٹ بیان کروں جس میں وہ اللہ کے فضل سے ساری دنیا سے آگے نکلنے کی کوشش کریں۔ یہ دو بڑی جماعتیں جرمنی اور امریکہ ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ سب سے غیر معمولی بات نماز ہے۔ نماز سے بڑھ کر کوئی ٹارگٹ نہیں۔ نماز میں غیر معمولی محنت کریں۔ تمام خدام، انصار، بچے، عورتیں سب نماز کے بارہ میں محنت کریں کیونکہ یہ مرکزی چیز ہے۔ اگر یہ سنور جائے تو سب کچھ سنور جائے گا۔ نماز ہی عبادت کا معراج ہے۔ نماز کے عروج کا تعلق انکسار سے ہے۔ سب سے بڑا معراج سجدہ میں ہوتا ہے جہاں بندہ اپنی پیشانی زمین پر لگا کر سبحان ربی الاعلیٰ کا اعلان کرتا ہے۔ ہر ترقی کا راز اس پستی میں ہے جو انسان خدا کی خاطر اختیار کرے۔

حضور نے فرمایا کہ یہ جمعہ جس سال کا آغاز کرے گا اس میں جماعت نماز کی طرف متوجہ ہو جائے۔ حضور نے بتایا کہ اس سفر کے دوران ایک احمدی بچی نے اپنے خاندان کی ملاقات کے بعد الگ وقت مانگا۔ جب وہ الگ ملاقات کے لئے آئی تو اس پر اتنی رقت طاری ہوئی کہ بات کرنی مشکل ہو رہی تھی۔ ذرا سنبھل کر اس نے بات شروع کی کہ مجھے خاوند کی طرف سے کوئی جسمانی یا دنیاوی تکلیف نہیں۔ بہت نیک طبیعت کا انسان ہے۔ ہر طرح میرا خیال کرتا ہے۔ بچوں کا بھی خیال رکھتا ہے۔ جو چاہوں جس طرح چاہوں خرچ کرتا ہے۔ میرے کہنے پر جماعت کے چندے بھی ادا کرتا ہے لیکن وہ نماز نہیں پڑھتا۔ حضور نے فرمایا کہ دل پر اس کا گہرا اثر پڑا کہ احمدی بچی خاوند کے نماز نہ پڑھنے کے نتیجہ میں اتنی غمزدہ ہے اور سمجھتی ہے کہ اگر وہ نماز نہیں پڑھتا تو کچھ بھی نہ رہا۔ اور یہ بات بالکل درست ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اگر ایمان کے نتیجہ میں مزاج سدھریں تو ہو نہیں

سکتا کہ ایسا آدمی نماز پر قائم نہ ہو۔

حضور ایدہ اللہ نے آیت قرآنی (حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطیٰ و قوموا للہ قانتین) کے حوالہ سے نمازوں کی حفاظت پر خصوصی طور پر مستعد ہو جانے اور بالخصوص درمیانی نماز کے حفاظت کی طرف تاکیدی توجہ دلائی۔ "الصلوٰۃ الوسطیٰ" کی وضاحت کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ ہر قوم کے لئے مختلف حالات ہوا کرتے ہیں۔ انفرادی طور پر لوگوں کے حالات بدلتے ہیں۔ ان بدلتے ہوئے حالات کے ساتھ صلاۃ وسطیٰ کا مطلب بھی بدلتا رہتا ہے۔ اس کا مطلب ہے ایسی نماز جو بیچ میں آئے، ایسی نماز جو انسان کے کاموں کے بیچ میں آئے جہاں اس کا ادا کرنا مشکل ہو جائے۔ حضور نے فرمایا کہ آج کل کے تجربے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صبح کی نماز ہے خاص طور پر ان معاشروں میں جہاں راتوں کو دیر تک جاگنے کا رواج ہے۔ زیادہ متمول خاندانوں میں یہ بیماری زیادہ پائی جاتی ہے۔ رات دیر تک جاگتے ہیں اور مجلسیں گپوں سے سجتی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ کو ازسرنو صحیح راستے پر گامزن کرنے کے لئے ضروری ہے کہ یہ تلخ مثالیں آپ کے سامنے رکھی جائیں۔ پس میں اس بیان سے نہیں شرماتا کہ یہ کمزوری جماعت میں پائی جاتی ہے اور ایک ایسے طبقہ میں پائی جاتی ہے جس کا ہر خاندان سے تعلق ہے۔

حضور نے حضرت نبی اکرم ﷺ کے ارشاد کے حوالہ سے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے جو ایک موقعہ پر یہ فرمایا کہ جو لوگ صبح کی نماز میں نہیں آتے میرا دل چاہتا ہے کہ ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔ یہ بہت خشمگیں اظہار ہے۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے ایسا نہیں کیا اس لئے کسی دوسرے کا حق نہیں کہ جسمانی یا ظاہری سختی سے کام لے لیکن اس بات کی تکلیف کا محسوس کرنا ضروری ہے۔ جہاں تک سختی کا تعلق ہے یہ ایک قسم کا انذار ہے کہ جو صبح کی نماز نہیں پڑھتے وہ اپنے لئے ایک قسم کا جہنم کا سامان کرتے ہیں اور بہتر ہے کہ اخروی جہنم سے بچا جائے۔ حضور اکرمؐ کے اس ارشاد میں یہ پیغام ہے کہ جو لوگ صبح کی نماز سے غافل ہیں وہ اپنے لئے جلنے کا انتظام کر رہے ہیں۔ ان کے لئے بہتر ہوتا کہ اس دنیا میں جل جاتے بجائے اس کے کہ نماز صبح سے غافل ہو کر خدا کی جہنم میں جلتے۔

حضور نے فرمایا کہ یورپ وغیرہ میں یہ بھی رواج ہے کہ دن کی وہ نمازیں جو کام میں مصروفیت کے دوران آتی ہیں انہیں چھوڑ دیتے ہیں اور کام کی مجبوری کا خیال کرتے ہوئے انہیں نظر انداز کر دیتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ وہ ساری مغربی قومیں جنہیں نمازیں خواہ ان کے کاموں میں آئیں یا رات کو آئیں ان میں صلاۃ وسطیٰ کی نگرانی ہونی چاہئے۔ ان کو سوچنا چاہئے کہ اگر کاموں کی مجبوری سے نماز نہیں پڑھ سکتے تو کام چھوڑ دیں مگر اللہ کے احکام کو نہ چھوڑیں۔ یہ لازمی فریضہ ہے جس سے روگردانی کے نتیجہ میں آپ کی عاقبت بھی خراب ہوگی اور دنیا بھی خراب ہوگی۔ اس لئے ازسرنو اس پر غور کریں۔ اگر آپ کے ایمپلائرز اس بات کو سمجھ جائیں اور آپ ان کو سمجھا سکیں تو آپ کو عین مصروفیتوں کے دوران بھی نماز ادا کرنے کا موقع مل سکتا ہے۔ اگر وہ نہ سمجھیں تو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے رزق اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اگر قربانی کا وقت ہے تو یہی وہ وقت ہے کہ آپ کو اللہ کی رضا پیاری ہے۔ نماز کو وہی مقام دیں جو اس کا مقام ہے یعنی عزت و بزرگی کا مقام۔ حضور نے فرمایا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ عالمگیر ہر جگہ پہلے سے زیادہ اس طرف متوجہ ہوگی کہ ہمارا دین، ہماری دنیا، ہماری زندگی، ہماری جان نماز

میں ہے۔ اگر یہ نہ رہے تو ہمارا کچھ بھی نہیں رہے گا۔ حضور نے فرمایا ایسی نمازوں کے وقت جنہیں آپ دنیا کو ترک کر کے قائم کرتے ہیں تب آپ اللہ کے فرمانبردار ٹھہرتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے آنحضرت ﷺ کے بعض ارشادات بھی نماز کے متعلق سناتے ہوئے ان کے معانی و مطالب کی وضاحت فرمائی۔ حضور نے فرمایا کہ عبادت ہی وہ بنیادی انسان کی صفت ہے جو اسے خدا کا بندہ بناتی ہے۔ عبادت کا گہرا تعلق انسان کی نیت سے ہے۔ اگر ایک انسان نیت کے لحاظ سے اللہ کے حضور اپنے آپ کو ایک عبد کے طور پر پیش کرنے کا ارادہ کر لے تو وہیں سے اس کی عبادت شروع ہو جاتی ہے۔ اگر یہ عبادت نماز کی بنیاد نہ بنے تو پھر دوسری بنیاد جس پر نماز کو قائم کیا جائے گا ایک کھوکھلی نماز ہو گی۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اگرچہ پہلے بھی بارہا نماز کے متعلق توجہ دلا چکا ہوں لیکن معلوم ہوتا ہے اسے دہرانے کی ضرورت ہے۔ حضور نے بڑے درد بھرے انداز میں فرمایا کہ وہ سب جن کا جماعت سے تعلق ہے، جو مجھے اپنا سمجھتے ہیں ان سے عاجزانہ درخواست ہے کہ نمازوں کو قائم کریں۔ صبح کی نماز کی طرف واپس لوٹیں اور صلاۃ وسطیٰ کی حفاظت کریں۔ حضور نے امید ظاہر فرمائی کہ جماعت ان نصیحتوں کو سینے سے لگائے گی۔ یہ نمازیں ہیں جنہوں نے دنیا کو اسلام کے لئے فتح کرنا ہے۔ اللہ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ان سب نصیحتوں پر عمل در آمد کرنے والے ہوں اور خدا کے نزدیک سچے اور پاک ٹھہریں۔

ولادت

محترمہ افتخار بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری عنایت اللہ احمدی صاحب سابق مشنری انچارج تنزانیہ، مشرقی افریقہ، مقیم لندن حال امریکہ تحریر فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے میری بیٹی عزیزہ امینہ احمدی صاحبہ اور میرے داماد مکرم مولانا مرزا محمود احمد صاحب، مشنری ڈیٹن امریکہ کو 6 مئی 1997ء کو تین بیٹیوں کے بعد سترہ سال کے وقفہ کے بعد بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود کا نام حضور انور نے "مشہود" تجویز فرمایا ہے۔ یہ بچہ وقف نو سکیم میں شامل ہے۔ یہ خالصتاً حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کا اعجاز ہے۔

احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے اور اسے اسلام اور احمدیت کا درخشندہ ستارہ بنائے۔ آمین

پروفیسر(ر) محمد سلطان اکبر

محترم میجر(ر) عبدالحمید صاحب

محترم میجر عبدالحمید صاحب سابق مربی انگلستان امریکہ و جاپان رحلت فرما گئے ہیں۔ محترم میجر صاحب سے خاکسار 1948ء سے متعارف تھا۔ جبکہ آزادی کشمیر کے لئے حکومت پاکستان کی اپیل پر جماعت احمدیہ کے نوجوانوں نے "فرقان بٹالین" کے نام سے اپنی سنہری خدمات پیش کیں۔ پاک فوج کے ممتاز احمدی افسران محترم کرنل محمد حیات صاحب قیصرانی، محترم میجر حمید احمد صاحب کلیم، محترم میجر عبدالحمید صاحب، محترم میجر عبداللہ مہار صاحب وغیرھم نے اس "فرقان بٹالین" کو مختصر عرصہ میں نہراپر جہلم کے داہنے کنارے سرائے عالمگیر کے نزدیک مکمل فوجی تربیت دی۔ پھر حکومت پاکستان نے اس بٹالین کو آزاد کشمیر میں نوشہرہ کے قریب باغ سر کے محاذ پر ہندوستان کی جارحیت کو روکنے کے لئے متعین کر دیا۔ خاکسار کو ان سب احمدی افسران کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ سب کے سب ہی اپنی پیشہ وارانہ فوجی مہارت و صلاحیت کے ساتھ ساتھ اعلیٰ درجہ کے اخلاق سے متصف، تقویٰ اشعار۔ نڈر محب وطن، جانثار اور اپنے پاک نمونہ سے ہم سب نوجوانوں کے لئے ایک مشعل راہ ثابت ہوئے، خاکسار "برکت کمپنی" میں باغ سر محاذ پر قدیم مغلیہ قلعہ سے ملحقہ پہاڑی مورچوں میں محترم جناب میجر عبدالحمید کی زیر قیادت خدمات بجالا رہا تھا۔ محترم میجر صاحب ہمارے کمپنی کمانڈر تھے۔ جبکہ محترم راجہ مرزا خان صاحب (والد محترم راجہ منیر احمد خان صاحب صدر خدام الاحمدیہ پاکستان) ہمارے پلاٹون کمانڈر تھے۔ میرے ساتھ ہمارے مورچہ میں محترم راجہ غالب احمد صاحب سابق چیئرمین ثانوی تعلیم بورڈ سرگودھا، محترم حمید اسلم صاحب حال ایڈووکیٹ لاہور، اور محترم ملک عنایت اللہ صاحب گجرات میرے معزز ساتھی تھے۔

آج جب محترم میجر صاحب کی وفات کا ذکر سنا۔ تو وہ پرانی یادیں پھر تازہ ہو گئیں۔ بھارتی توپیں آگ برسا رہی ہوتی تھیں۔ ان کے گولے ہمارے سروں پر سے گزر رہے ہوتے تھے۔ تو مورچوں پر متعین ڈیوٹی دینے والے جوانوں کے سوا باقی سب کے سب محترم میجر صاحب کی اقتداء میں باجماعت عبادت بجالاتے۔ تو اس عبادت کا ایک انتہائی پر کیف لطف آتا جس کا سرور آج بھی یاد کر کے دل خدا تعالیٰ کی حمد سے سرشار ہو جاتا ہے۔

محترم میجر عبدالحمید صاحب کہوٹہ ضلع راولپنڈی کے ایک معزز راجپوت جنجوعہ خاندان کے ایک فرد تھے۔ جون 1932ء میں گارڈن کالج راولپنڈی میں تعلیم پانے کے دوران "براہین احمدیہ" کے مطالعہ سے حلقہ بگوش احمدیت ہونے کا شرف پایا۔ آپ کے والد محترم راجہ سید اکبر صاحب نے ابتدا میں سخت مخالفانہ رویہ اختیار کیا۔ محترم میجر صاحب انہیں پیغام حق پہنچاتے رہے۔ آخر وہ مبارک دن آگیا۔ کہ دسمبر 1934ء میں بیعت کر کے وہ بھی سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ ان کے والد صاحب موصی تھے۔ بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئے۔ لیکن بیعت کرنے کے بعد وہ اکثر روتے رہتے تھے کہ وائے بدقسمتی کہ میں نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا زمانہ پایا۔ مگر اس وقت انہیں شناخت نہ کر سکا۔

محترم میجر صاحب 1942ء میں انڈین آرمی میں کمیشنڈ آفیسر مقرر ہوئے۔ اور جون 1960ء میں میجر کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔ فوج سے ریٹائرمنٹ کے بعد آپ نے خدمت دین حق کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی۔ چنانچہ آپ نے انگلستان میں ایک سال سے کچھ زائد عرصہ، امریکہ میں چھ سال اور جاپان میں ساڑھے پانچ سال بطور مربی سلسلہ شاندار خدمت دین کرنے کی سعادت پائی۔ اس دوران آپ کو عیسائیت، دہریت اور دیگر مذاہب کے بے شمار چوٹی کے پادریوں، پروفیسروں، دانشوروں، صحافیوں اور سیاسی مدبرین سے تحریری و زبانی گفت و شنید کے مواقع ملے۔ جس کی ایک ہلکی سی جھلک آپ کی مندرجہ ذیل تصانیف کے مطالعہ سے صاف دکھائی دیتی ہے۔

1. دعوت الی اللہ کے واقعات حصہ اول
2. دعوت الی اللہ کے واقعات حصہ دوم
3. دین حق اور عیسائیت بزبان انگریزی
4. دل کی آواز آپ کے منظوم کلام کا مجموعہ

آپ کے قیام جاپان کے دوران اکتوبر 1970ء میں ٹوکیو میں ایک بین الاقوامی کانفرنس "امن اور انسانی بنیادی حقوق" کے متعلق منعقد ہوئی جس میں دنیا بھر کے دس بڑے مذاہب کی جانب سے 210 نمائندے شامل ہوئے۔ جس میں آپ کو دین حق کی تعلیمات کو شاندار طور پر پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اور اس سلسلہ میں آپ کی پیش کردہ قرارداد کو نہ صرف منظور کیا گیا۔ بلکہ ہر مکتب فکر کی طرف سے اسے شاندار خراج تحسین پیش کیا گیا۔

کچھ عرصہ محترم میجر صاحب کو ربوہ میں بطور نائب وکیل التبشیر اور سیکرٹری کمیٹی آبادی ربوہ خدمت کرنے کا بھی موقع ملا۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم راجہ عبدالمالک صاحب مقیم امریکہ کی شادی محترمہ صاحبزادی امتہ النصیر نگہت صاحبہ بنت محترم صاحبزادہ کرنل مرزا داؤد احمد سے ہوئی۔

محترم میجر صاحب بڑی خوبیوں کے مالک تھے۔ انگریزی زبان پر کامل عبور، مدلل و مسکت گفتگو کے ماہر، عیسائیت اور دین حق کے جید سکالر تھے اور تقویٰ و طہارت اور دل آویز طرز بیان کا ایک پاک نمونہ تھے۔ محترم میجر صاحب موصی تھے۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ اور ان کے جملہ لواحقین کو ان کے نیک نمونہ پر چلنے کی توفیق دے۔

محترم میجر عبدالحمید صاحب کو سپرد خاک کر دیا گیا

مکرم میجر راجہ عبدالحمید صاحب کو 26 ستمبر97ء بعد جمعہ بہشتی مقبرہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ آپ 24 ستمبر1997ء کو مختصر علالت کے بعد فضل عمر ہسپتال میں وفات پا گئے تھے۔ ان کے بیٹے راجہ عبدالمالک صاحب اور راجہ عبدالخالق صاحب اور بیٹی امتہ الحمید صاحبہ امریکہ سے اور انکے ساتھ ہی دوسری بیٹی فوزیہ صاحبہ سپین سے 26 ستمبر صبح 5 بجے ربوہ پہنچ گئے ایک بیٹی امتہ الرشید صاحبہ اسلام آباد سے آگئیں۔ جمعہ سے قبل ساڑھے بارہ بجے بہت سے احباب اور خدام نے انکا جنازہ انکے مکان واقع دارالصدر شمالی سے بیت الاقصیٰ پہنچایا۔ جہاں بعد جمعہ محترم مولانا منیر الدین احمد صاحب نے جنازہ پڑھایا جس کے بعد ایک کثیر تعداد میت کو لے کر بہشتی مقبرہ پہنچی۔ جہاں پر قبر تیار ہونے پر محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے دعا کروائی۔

مکرم میجر صاحب موصوف کو حفاظت مرکز قادیان' فرقان بٹالین اور 53ء میں جماعتی خدمات کے خاص مواقع حاصل رہے۔ 1931ء میں خود احمدیت قبول کی 1932ء میں وصیت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اور نہایت اخلاص اور فدائیت اور پرہیزگاری سے زندگی بسر کی۔ بعد ریٹائرمنٹ قریباً 26 سال بطور مربی سلسلہ انگلستان' امریکہ و جاپان' نائب وکیل التبشیر اور سیکرٹری کمیٹی آبادی وقف کی روح کو خوب نبھایا۔ آپ کے پسماندگان میں بچوں کے علاوہ اہلیہ محترمہ سکینہ بیگم بھی ہیں جو حضرت صوفی غلام محمد صاحب ناظر مال خرچ و ناظر اعلیٰ ثانی (وفات یافتہ) کی حقیقی بھانجی اور چوہدری مبارک مصلح الدین احمد وکیل مال ثانی کی پھوپھی زاد ہمشیرہ ہیں۔

جملہ احباب سے دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے موصوف کے درجات بلند کرے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

اعلان نکاح و شادی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۴ ستمبر ۱۹۹۷ء بروز جمعرات بعد نماز عصر مسجد فضل لندن میں عزیزہ طیبہ کرامت صاحبہ بنت چوہدری حمید احمد صاحب کرامت کا نکاح عزیزم بلال اعجاز صاحب ابن مکرم چوہدری اعجاز محسن صاحب سے پندرہ ہزار ڈالر حق مہر پر پڑھایا اور خطبہ نکاح ارشاد فرمایا۔

اسی رات محمود ہال میں تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ اگلے روز دعوت ولیمہ بھی محمود ہال ہی میں ہوئی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ازراہ شفقت دونوں تقاریب میں رونق افروز ہوئے، دعا کروائی اور شریک طعام ہوئے۔

عزیزہ طیبہ حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری ؓ کی پڑنواسی اور مکرم مسعود احمد صاحب خورشید کی نواسی ہے۔ اور عزیزم بلال اعجاز حضرت چوہدری نظام دین صاحب ؓ صحابی آف بیج گراں سیالکوٹ کے پوتے اور چوہدری محمد اشرف صاحب آف امریکہ کے نواسے ہیں۔

اللہ تعالیٰ یہ تقریبات ہر دو خاندانوں کے لئے دینی و دنیوی ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

نظارت امور عامہ   MB   روانگی ۶/۲۷۸ ۲۳/۸/۹۷

بخدمت مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ امریکہ بذریعہ وکیل التبشیر لندن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مکرم شریف احمد صاحب بھٹی ولد روشن الدین صاحب المعروف بھٹی پیپر اینڈ پرنٹرز ڈیلر بلال مارکیٹ گولبازار ربوہ کو مورخہ 12/1/87 کو اخراج از نظام جماعت کی سزا ہوئی تھی اور مورخہ 9/9/89 کو ان کی معافی کا اعلان ہوا تھا۔

اب ان کی معافی کالعدم کر دی گئی ہے اور اخراج از نظام جماعت کی پہلی سزا ہی بدستور قائم ہے۔

براہ مہربانی احباب جماعت میں اس کا اعلان کروا دیا جائے۔

والسلام
خاکسار
۱۱۶
23/8/97
ناظر امور عامہ ربوہ

اپنے غصہ کو قابو میں رکھئے

انسانی ارتقاء میں غصہ کے جذبے کی اپنی اہمیت ہے اور اس کے ذریعہ ہم کسی خطرناک صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے غصہ کی حالت میں ہمارا ردعمل جسمانی رخ اختیار کر لیتا ہے۔

آج سے دو دہائی قبل نفسیات میں غصہ ضبط کرنا ایک غیر صحت مندانہ حرکت سمجھا جاتا تھا اور یہ نظریہ عام تھا کہ غصہ آنے پر اس کا مکمل کر اظہار کرنے سے صحت ٹھیک رہتی ہے لیکن اب محققین دل کی بیماریوں اور جذباتی ردعمل کا آپس میں رشتہ تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور ۸۰ء کی دہائی میں ڈیوک یونیورسٹی میں کی جانے والی ایک تحقیق نے ایسے نتائج ظاہر کئے ہیں جس سے لگتا ہے کہ غصہ دل کی بیماریاں پیدا کرنے میں خاصا مرکزی کردار ادا کرتا ہے۔

ایسے لوگ جو غصہ ور اور زود رنج ہوں انہیں Type-H قرار دیا گیا ہے اور ایک میڈیکل کالج کے ۲۵۵ طلباء کا جب جائزہ لیا گیا تو علم ہوا کہ ایسے طلباء جنہیں جائزے کی ابتداء میں Type-H قرار دیا گیا تھا ۲۵ سال گزرنے پر جب دوبارہ دیکھا گیا تو ان لوگوں میں دل کی بیماریاں چار تا پانچ گنا زائد تھیں۔

اس تحقیق پر ابھی لے دے ہو رہی ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ تحقیق مکمل نہیں اور ہو سکتا ہے کہ ایسے لوگوں کو دل کی بیماریاں غصہ کے اظہار کرنے کی بجائے غصہ دبائے رکھنے کی وجہ سے لاحق ہوئی ہوں۔ لیکن باوجود اختلافات کے ایک بات طے ہے کہ غصہ کی صلاحیت کو ہمیشہ بہتر مقصد کے لئے استعمال کرنا چاہئے۔

ایک مطالعہ میں بہت سے اشخاص کے بلڈ پریشر کا جائزہ لیا گیا اور ان سے بہت سے سوالات بھی کئے جن میں ایک سوال یہ تھا کہ اگر آپ کا افسر دفتر میں آپ سے ناراض ہو تو آپ کیا کریں گے ؟ ایسے لوگ جن کا بلڈ پریشر بہت کم تھا انہوں نے یہی جواب دیا کہ ہم اس پر غصہ محسوس کریں یا نہ کریں لیکن بالآخر ہم افسر کے پاس جا کر اس سے بات کریں گے اور مسئلہ کا حل تلاش کرنے کی کوشش کریں گے۔

ماہرین کے خیال میں غصہ کا یہ بہترین استعمال ہے کہ جس مسئلہ پر غصہ آ رہا ہے اسے بہتر طور پر حل کرنے کی کوشش کی جائے۔ بعض اوقات غصہ کی حالت میں بے سوچے سمجھے ردعمل کرنے سے منفی نتائج سامنے آتے ہیں۔ لیکن ملازمت کے دوران بہت دفعہ ایسی صورت حال پیدا ہوتی رہتی ہے جس میں انسان تناؤ کا شکار ہو جاتا ہے اور اسے غصہ چڑھ جاتا ہے اور اگر اسے ہر دفعہ دبایا جائے تو اس سے بعض منفی عادات پیدا ہو جاتی ہیں مثلاً افسروں کے خلاف پیٹھ پیچھے باتیں بنانے کی عادت یا کام کو ٹالنے لگ جانا وغیرہ۔ ان لوگوں میں بعض اوقات جسمانی تکالیف جیسے سر درد، کمر درد اور ڈیپریشن وغیرہ کا غلبہ بھی ہو جاتا ہے۔

اپنے کام کے دوران سب سے زیادہ توجہ اس بات پر رکھنی چاہئے کہ جو کام سپرد کیا گیا ہے وہ درست طور پر کیا جائے اور ہر چیز کو جذباتی نکتہ نظر سے نہ دیکھا جائے۔ ایک ماہر نفسیات کا قول ہے کہ اپنے دفتر میں ہونے والی ہر چھوٹی چھوٹی ناانصافی پر جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں اور اگر کسی مسئلہ پر جذباتی ردعمل دکھانا بھی پڑے تو سلیقہ سے دکھانا چاہئے۔ کسی مسئلہ پر اپنے افسر سے بھڑنے کی بجائے ٹھنڈے دل سے غور کر کے مسئلہ کے بارہ میں گفتگو کریں نہ کہ غصہ میں جھگڑنا شروع کر دیں۔

بعض اوقات دفتر کی کسی بات پر گھر آکر غصہ نکالنا مفید ثابت ہوتا ہے۔ لیکن گھر میں غصہ نکالنے کا بھی مناسب سلیقہ ہونا چاہئے۔ ایک مطالعہ میں ایسے جوڑوں کا جائزہ لیا گیا جو غصیلے تھے اور آپس میں جھگڑتے رہتے تھے تو یہ بات سامنے آئی کہ جب تک میاں بیوی ایک دوسرے پر الزام تراشی نہیں کرتے رہے یا بے عزتی نہیں کرتے رہے اس وقت تک جھگڑے سے نقصان نہیں ہوا۔ بلکہ ایسے گھروں میں نارمل انسانی جذبات غصہ، شفقت، پیار اور جھگڑا سبھی قسم کے جذبات شامل ہونے کی وجہ سے ان کی ازدواجی زندگی بہت سوں سے بہتر تھی۔ لیکن دفتر میں یا گھر میں بے قابو غصہ کا اظہار بہرحال مناسب نہیں۔

ماہرین کہتے ہیں کہ غصہ کی حالت میں لمبا سانس لیں اور غور کریں کہ کیا اس صورت حال میں غصہ کرنے سے کوئی فائدہ ہو گا ؟ کیا یہ بات واقعی اتنی سنجیدہ ہے کہ مجھے اس پر غصہ آنا چاہئے ؟ اور کیا مجھے اس بات پر غصہ کرنے کا کوئی حق ہے ؟ اگر ان میں سے کسی بات کا جواب بھی نفی میں ہے تو بجائے غصہ کرنے کے غصہ تھوکنے کی کوشش کریں، سیر کریں، آرام کریں اور گہرے سانس لے کر اپنی توجہ مجتمع کرنے کی کوشش کریں۔

آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں کہ بہادر وہ نہیں جو دوسرے کو پچھاڑ دے بلکہ بہادر وہ ہے جو اپنے غصہ کو قابو میں رکھے۔ پس اپنے غصہ کی صلاحیت کو قابو میں رکھتے ہوئے اسے بہتر مقاصد کے لئے استعمال کیجئے۔

(مرسلہ: خلافت لائبریری، ربوہ)

☆......☆......☆......☆

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں :-

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔